ماہنامہ
انصار اللہ

فروری ۲۰۰۵ء

مِلّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے





جلسہ المصلح الموعود ہوشیار پور ۱۹۴۴ء کے دو مناظر

ایڈیٹر
سیّد مبشر احمد ایاز

انصار اللہ کا اعلیٰ مقام اور ذمہ داریاں

انصار اللہ اور نظامِ وصیت

خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ للّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الحمد للہ کہ آج آپ کو اپنا بائیسواں سالانہ اجتماع بخیر وخوبی اختتام تک پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دفعہ حاضری بھی پچھلے سال کی نسبت زیادہ بہتر ہے اور دوسرے پروگرام بھی، تربیتی پروگرام بھی شامل کئے گئے۔ ذکرِ حبیب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تقاریر بھی ہوئیں۔ بہر حال وہ آپ لوگوں کے علم میں اضافے اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہر کوئی ان باتوں کو جو سنی گئی ہیں اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کرے۔

اس مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے، جہاں ہر قسم کی آزادی ہے، انصار اللہ کی ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔ جہاں آپ کو اپنے بچوں کی طرف، اپنے گھروں کی طرف توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے، بیوی کی طرف بھی توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔ بیوی سے اگر حسنِ سلوک ہوگا تو وہ یکسوئی سے آپ کے بچوں کی صحیح تربیت کی طرف توجہ کرے گی۔ ورنہ تو وہ بچوں کی تربیت کی بجائے گھر میں ہر وقت ان بچوں کے سامنے ایسے خاوند، ایسے باپ جو صحیح طرح اپنے بیوی بچوں کی طرف توجہ نہیں دیتے، ان کے رویّوں کا ذکر ہی ہوتا رہے گا، ان کی شکائتیں ہی ہوتی رہیں گی۔ بچے اور ماں ایک دوسرے سے اپنے باپوں کے بارے میں رونے ہی روتے رہیں گے۔ اور پھر ایسی صورت کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ کے بچے آپ سے پیچھے ہٹتے چلے جائیں گے۔ چالیس سال کی عمر کے انصار جو ہیں ان کے بچے ابھی چھوٹی عمر کے ہوتے ہیں، اس سے بڑی عمر کے انصار ہیں ان کے بچوں کی نوجوانی میں شادیاں ہوگئیں، ان کے آگے بچے ہیں، تو ہر عمر کے انصار کے گھر کا جو ماحول ہے، اس میں اگر اس کا روّیہ اپنے گھر والوں سے ٹھیک نہیں تو وہ بعض دفعہ ٹھوکر کا باعث بن سکتا ہے۔ اور پھر آپ سے جب پرے ہٹیں گے تو پھر دین سے بھی پرے ہٹتے چلے جائیں گے۔ (باقی صفحہ ۷ پر)

15/7/5

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: سیّد مبشر احمد ایاز

تبلیغ ۱۳۸۴ ہش - فروری ۲۰۰۵ء

جلد نمبر.......................۵۶

شمارہ نمبر.......................۲

فون نمبر: ۲۱۲۹۸۲-۰۴۵۲۴ فیکس نمبر: ۲۱۴۶۳۱-۰۴۵۲۴

ای میل: ansarullah60@yahoo.com

اس شمارہ میں

پبلشر: عبد المنان کوثر
پرنٹر: سلطان احمد ڈوگر
ڈیزائن اینڈ کمپوزنگ: انیس احمد

مقامِ اشاعت: دفتر انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ: (پاکستان)
سالانہ..........ایک سو روپیہ
قیمت فی پرچہ......۱۰ روپے

اداریہ

قدرت اور رحمت کا نشان

اس میں کوئی شک نہیں کہ دنوں کی اپنی ذات میں کوئی حیثیت نہیں ہوتی ،لیکن بعض دن ایسے ہوتے ہیں کہ جو ہمیشہ کے لئے یادرکھے جاتے ہیں اورانہیں یادرکھا جانا چاہیے وہ دن جن میں خدائے ذوالجلال والاکرام اپنی قدرت کی زبردست تجلی ظاہر کرتا ہے، جواس کی قدرت اور رحمت کا نشان بن جایا کرتا ہے، مذاہب کی تاریخ بہت سے ایسے دنوں تعبیر ہے، ایسے دنوں کو''اَیام اللہ'' کے نام سے یاد کیا گیا ہے(ابراہیم:۶) ایسے ہی دنوں کی یادگار کے طور پر ۲۰رفروری کا دن بھی ہے۔جس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ساری دعاؤں کو قبولیت کا شرف عطافرماتے ہوئے اپنی قربت اور قدرت کا نشان قراردیا، اوراسکے ثبوت کے طور پرایک بیٹے کی نوید دی گئی جوآسمانوں سے آنے والا ایسانور تھا کہ جس کے آنے سے باطل کو بھاگ جانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا،جس کے ساتھ بہت ساری قوموں کی رستگاری کی تقدیر وابستہ کردی گئی،وہ ایسا زکی غلام تھا کہ جس کی خوشخبری ہزاروں سال سے خدا کے فرستادے بھی دیتے چلے آئے تھے۔جس دن حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ خوشخبری عطافرمائی ،یہ دن ہمیں یاد دلاتا ہے ،ہمیں یاد کراتا ہے کہ وہ خدا اب بھی وہی خدا ہے ،سمیع اور مجیب خدا،کلیم خبیرخدا.......پس آئیں اسی دن کی برکتوں اور رحمتوں کا حاصل کرنے کی کوشش کریں ،دعاؤں کے ذریعہ ،اسی خدا کے حضور اپنی جبینوں کو جھکاتے ہوئے اور فریاد کرتے ہوئے کہ اے پیارے اے ہمارے پیارے خدا! آج پھراپنی انہیں خسروانہ عنایات کی تجلی فرماتے ہوئے کسی کی تضرعات کوسن لے، جوتیرے حضور اپنے سرکو جھکاتا ہے،تُو اس کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف عطا کراوراپنی قدرت اور قربت اور عظمت کا ایک نشان پھر دکھا،فضل اوراحسان کا نشان،تا کلام اللہ کا شرف اور مرتبہ پوری شان کے ساتھ ظاہر ہو، باطل اپنی تمام ترنحوستوں کے ساتھ بھاگ جانے پر مجبور ہواوروہ جوزندگی کے خواہاں ہیں وہ موت کے پنجہ سے رہائی پاجائیں اورتیری ذات پریقین لائیں اور یہ بھی یقین لائیں کہ تیری تائید اور نصرت کا ہاتھ اسی کے سر پر ہے جوتیرے آستانے پر جھکا ہوا ہے.......

اے میرے پیارے فدا ہو تجھ پہ ہر ذرہ مرا　　　پھیر دے میری طرف اے ساربان جگ کی مہار
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے　　　خاک میں ہوگا یہ سر گر تُو نہ آیا بن کے یار
میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں　　　میری فریادوں کو سن میں ہوگیا زار و نزار

امام الکلام- کلام الامام

وہ اعلیٰ درجہ کا نُور

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسانِ کامل کو، وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا- غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسانِ کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد و مولا سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں- سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسبِ مراتب اس کے تمام ہمرنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں ...... **اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید و مولیٰ ہمارے ہادی نبی امّی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی-''** (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵، صفحہ ۱۶۰-۱۶۱)

امام الکلام-کلام الامام

لَاشَکَّ اَنَّ مُحمداً خیرُ الوریٰ

یَا عینَ فیضِ اللہ و العرفانِ یسعٰی إِلیک الخلق کالظّمآنِ

اے اللہ کے فیض و عرفان کے چشمے! خلقت تیری طرف پیاسے کی طرح دوڑی چلی آ رہی ہے

یَاشَمسَ ملکِ الحُسنِ وَالاِحسانِ نَوَّرتَ وَجہَ البَرِّ والعُمرانِ

اے ملکِ حسن و احسان کے آفتاب! تونے بیابانوں اورآبادیوں کے چہرے کو روشن کر دیا

یَابَدرَنا یَاآیَۃَ الرَّحمٰنِ أَھدَی الھُدَاۃِ وأشجعَ الشُجعَانِ

اے ہمارے کامل چاند! اور اے رحمان خدا کے نشان! سب راہنماؤں کے راہنما اور سب بہادروں سے بہادر

اِنی أریٰ فی وَجھِکَ الْمُتَھَلِّلِ شَأناً یَفُوقُ شَمائِلَ الانسان

میں تیرے درخشاں چہرے پر ایسی شان دیکھ رہا ہوں جو تمام انسانی خصائل پر فوقیت رکھتی ہے

یَالَلْفَتٰی مَاحُسنُہٗ وَجَمالُہٗ رَیَّاہُ یُصبِی الْقَلبَ کَالرَّیحَانِ

واہ کیا ہی جوان مرد ہے! کیسے حسن و جمال والا ہے، جس کی خوشبو دل کو ریحان کی طرح موہ لیتی ہے

وَجہُ الْمُھَیمِنِ ظَاھِرٌ فی وَجھِہٖ وَشُؤُونُہٗ لَمَعَتْ بِھٰذا الشانِ

خدائے مہیمن کا چہرہ آپ کے چہرے میں نمایاں ہے، اور خدا کی صفات آپ کی اس شان سے جلوہ گر ہوئیں

لَاشَکَّ أَنَّ مُحَمَّداً خَیرُالوَریٰ رَیقُ الکِرامِ وَنُخبَۃُ الْأَعْیَانِ

بے شک محمد خیرالوریٰ، معززین میں سے برگزیدہ اور سرداروں میں سے منتخب وجود ہیں

یَارَبِّ صَلِّ علٰی نَبِیِّکَ دَائِماً فِی ھٰذِہِ الدُّنیَا وَبَعْثٍ ثَانِ

اے میرے رب اپنے نبی پر ہمیشہ درود بھیجتا رہ- اس دنیا میں بھی اور دوسری دنیا میں بھی

(انتخاب از قصیدہ فی مدح سید الثقلین خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۹۰)

امام الکلام - کلام الامام

یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے توام

چوں زِمن آید ثنائے سرور عالی تبار　　عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار

مجھ سے اس عالی قدر سردار کی تعریف کس طرح ہو سکے جس کی مدح سے زمین و آسمان اور دونوں جہان عاجز ہیں

آں مقامِ قرب کو دارد بدلدار قدیم　　کس نداند شانِ آں از واصلانِ کردگار

قرب کا وہ مقام جو وہ محبوب ازلی کے ساتھ رکھتا ہے اس کی شان کو واصلان بارگاہِ الٰہی میں سے بھی کوئی نہیں جانتا

سرورِ خاصانِ حق شاہ گروہ عاشقاں　　آنکہ روحش کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار

خاصانِ حق کا سردار اور عاشقانِ الٰہی کی جماعت کا بادشاہ ہے۔ جس کی روح نے محبوب کے وصل کے ہر درجہ کو طے کر لیا ہے

ہست درگاہِ بزرگش کشتی عالم پناہ　　کس نگردد روزِ محشر جز پناہش رستگار

اس کی عالی بارگاہ سارے جہان کو پناہ دینے والی کشتی ہے حشر کے دن کوئی بھی اس کی پناہ میں آنے کے بغیر نجات نہیں پائے گا

حُسنِ روئے او بہ از صد آفتاب و ماہتاب　　خاکِ کوئے او بہ از صد نافۂ مُشکِ تتار

اس کے چہرہ کا حُسن سینکڑوں چاند اور سورج سے بہتر ہے، اس کے کوچہ کی خاک تاتاری مُشک کے سینکڑوں نافوں سے زیادہ خوشبودار ہے

یا نبی اللہ لبِ تُو چشمۂ جاں پرور است　　یا نبی اللہ توئی در راہِ حق آموز گار

اے نبی اللہ! تیرے ہونٹ زندگی بخش چشمہ ہیں، اے نبی اللہ! تو ہی خدا کے راستہ کا راہنما ہے

خوشتر از دورانِ عشقِ تو نباشد ہیچ دور　　خوبتر از وصف و مدحِ تو نباشد ہیچ کار

تیرے عشق کے زمانہ سے اور کوئی زمانہ زیادہ اچھا نہیں اور کوئی کام تیری مدح وثنا سے زیادہ بہتر نہیں

یا نبی اللہ فدائے ہر سرِ موئے توام　　وقفِ راہِ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار

اے نبی اللہ! تیرے روئیں روئیں پر قربان جاؤں، اگر مجھے لاکھ جانیں بھی ملیں تو سب کی سب تیری راہ میں قربان کر دوں

(انتخاب از نعتیہ قصیدہ آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۲۳)

امام الکلام - کلام الامام

مصطفیٰؐ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
مصطفیٰؐ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اس پر ہر اِک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مُرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اس کی ثناء یہی ہے
اُس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(درثمین)

انصاراللہ کا اعلیٰ مقام اور ذمہ داریاں

اس زمانے کی قربانی، عبادتوں کا اعلیٰ معیار، معاشرے کے حقوق اور مالی قربانی

ہمیں اللہ تعالیٰ نے انصار بنا کر برکتیں سمیٹنے کا موقعہ دیا ہے

انصاراللہ اور نظام وصیّت

خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

برموقع سالانہ مجلس انصاراللہ یوکے، مؤرخہ ۲۶ ستمبر ۲۰۰۴ء بمقام بیت الفتوح مورڈن (لندن)

(بقیہ از ٹائٹل پیج......)

.....اگر بچوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا کہ ہمارا باپ یا ہمارا دادا یا ہمارا نانا دین کے بڑے خدمت گاروں میں شمار ہوتا ہے لیکن گھر کے اندر وہ اعلیٰ اخلاق جو ایک دیندار کے اندر ہونے چاہئیں ان کا اظہار نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کے جو نظارے ان بزرگوں میں نظر آنے چاہئیں وہ نظر نہیں آتے، تلاوتِ قرآن کریم کی طرف توجہ جس طرح ہونی چاہئے وہ توجہ نہیں ہوتی- پھر بچے یہ بھی سوچتے ہیں کہ ہماری ماں کے ساتھ جو حسنِ سلوک اس گھر میں ہونا چاہئے وہ نہیں ہوتا تو باہر جا کر جس دین کی خدمت کا ایسا شخص نعرہ لگاتا ہے بچے کے ذہن میں یہی رہے گا کہ وہ سب ڈھکوسلہ ہے- تو پھر جیسا کہ میں نے کہا ایسے بچے دین سے بھی دُور ہو جاتے ہیں- اور معاشرے میں اس ماحول میں شیطان تو پہلے ہی اس طاق میں بیٹھا ہوا ہے کہ کب کوئی ایسی ذہنی کیفیت والا نظر آئے اور کب میں اس کو اپنے جال میں پھنساؤں- پھر ایسے بچے بگڑتے ہوئے جب شیطان اپنے جالوں میں ان کو پھنسا لیتا ہے تو بعض اوقات خدا کی ذات کے بھی انکاری ہو جاتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پہ بھی یقین نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے خدا کے نام پر اپنے باپوں کو اپنے بزرگوں کو دوہرے معیار قائم کرتے دیکھا ہوتا ہے، دوعملی کرتے ہوئے دیکھا ہوتا ہے- جب ان کے بچوں کے ذہن میں شیطان یہ بات ڈال دے کہ اگر خدا ہوتا تو تمہارا باپ جو یہ دوعملیاں کر رہا ہے اس کو پکڑ نہ لیتا- تو دیکھیں اس کے بڑے بھیانک نتائج سامنے آسکتے ہیں اگر انسان سوچے تو خوفزدہ ہو جاتا ہے- اس لئے ہر احمدی کو اور خاص طور پر انصار کو جو عمر کے اس حصے میں ہیں جہاں اب صحت مزید کمزور ہونی ہے، قویٰ جو ہیں مزید کمزور ہونے ہیں اور کچھ ایسی عمر کو بھی ہیں، پتہ تو نہ جوان کا ہے نہ بچے کا، لیکن کسی وقت بھی خدا کی طرف سے بلاوا آسکتا ہے- تو اگر ہم نے اب بھی اپنے رویوں کو بدلنے کی کوشش نہ کی ...... اگر اب بھی ہم نے اپنے گھر کے راعی بننے کا حق ادا نہ کیا، اگر اب بھی ہم نے ان کی نگرانی اور حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو مرنے کے بعد خدا تعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے- اللہ تعالیٰ کے حضور جب حاضر ہوں گے تو خدا تعالیٰ پوچھے گا نہیں کہ تم نے دعویٰ تو یہ کیا تھا کہ

نحن انصار اللہ، ہم اللہ کے انصار ہیں۔ کیا اللہ کے انصار ایسے ہوتے ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کے کاموں میں مددگار بننے کی بجائے اپنی اولادوں کو بھی اللہ تعالیٰ سے دور ہٹانے والے بن رہے ہو۔ جب تمہارے اپنے گھروں میں تربیت کی طرف پوری توجہ نہیں بلکہ تمہارے نمونہ کی وجہ سے تمہاری اولادوں میں نمازوں کی عادت نہیں پڑی، تمہاری اولادوں میں قرآن کریم پڑھنے کی عادت نہیں پڑی، تمہاری اولادوں میں دین کی غیرت نہیں ابھری، ایسی غیرت کہ وہ نوجوانی میں بھی اپنی ذاتی اناؤں اور ذاتی خواہشات کو قربان کرنے والے ہوں۔ **اگر تمہاری بیوی، تمہاری بہو، تمہارے حسن سلوک اور عبادت گزاری کی گواہی نہیں دیتیں تو صرف مختلف مواقع پر یہ اعلان کر دینا کہ نحن انصار اللہ، اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔**

اللہ کی مدد کیا ہے۔ آجکل یہ کیا طریقہ ہے جس سے ہم اللہ کی مدد کر سکتے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ کی مدد گولے چلانا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کی مدد کے لئے توپوں اور بندقوں سے جنگ کرنا ہے، نہیں، **بلکہ آج انصار اللہ، اللہ کے مددگاروں کا یہ کام ہے** کہ وہ اپنی عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں اور حسن سلوک کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں۔ ان کے گھروں سے ان کے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں اٹھتی ہوں، ان کے ماحول سے ان کے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں اٹھتی ہوں تبھی وہ پورے معاشرے میں اللہ کی مدد سے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں پھیلا سکتے ہیں۔ اللہ کو تو کسی بندے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو ایک اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بندوں کو دے رہا ہے کہ تم میری تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اگر اس دنیا میں زندگی گزارو گے اور تم میری تعلیم کو دنیا میں پھیلاؤ گے تو اس طرح تم میرے دین کی مدد کر رہے ہو گے۔

اگر خاموشی سے بھی، زبان سے کچھ کہے بغیر بھی تمہارے عملی نمونہ سے کسی کی اصلاح ہوتی ہے اور اس وجہ سے دوسرے کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی عظمت بڑھ رہی ہے تو یہ ایسے لوگ ہیں جو خاموشی سے بھی، کچھ کہے بغیر بھی انصار اللہ ہونے کا حق ادا کر رہے ہوں گے، اللہ تو تمہیں محض اور محض اپنے فضل سے اپنے مددگاروں میں شمار کر رہا ہو گا کہ تم اس کے حکموں پر عمل کرنے والے ہو اور اس وجہ سے بعض سعید روحیں راہِ راست پر آ رہی ہیں۔ تمہارے نمونہ کو دیکھ کر سیدھے راستے پر آ رہی ہیں، ورنہ اللہ کو ہماری مدد کی کیا پرواہ ہے اور کیا ضرورت ہے۔ اس کو تو کوڑی کی بھی ضرورت نہیں ہماری ان مددوں کی۔

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں اس زمانے میں بھی ہمارے پاس بے شمار مثالیں ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے براہِ راست خوابوں کے ذریعے سے لوگوں کو جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ بعض ایسی ٹھوکریں ان کی اصلاح کا باعث بن گئیں جن کی وجہ سے وہ جماعت میں شامل ہو گئے۔ پھر اگر جماعت کی ضروریات کا دیکھا جائے تو ایسے ایسے رنگ میں مالی ضروریات بھی اللہ تعالیٰ نے پوری فرمائیں جب بھی ضرورت ہوئی حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں بھی اور خلفاء کے زمانے میں بھی۔ اور ایسے لوگ جو اس طرح احمدی ہوئے وہ اپنے ایمانوں میں اکثر اوقات ان سے زیادہ مضبوط ہیں جتنا کہ پیدائشی احمدی ہیں۔ یہ واقعات اکثر و بیشتر اللہ تعالیٰ اس لئے دکھاتا ہے تا کہ ہمیں بتا سکے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جس مشن کو میں اپنے پیاروں کے ذریعے جاری کرتا ہوں اس کو پھیلانے کے لئے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ یہ تو میں اپنے بندوں پر خود بھی ظاہر کر سکتا ہوں۔ ان کو راہ راست پر لانے کے طریقے اور بھی ہیں۔ اور اسی لئے وقتاً فوقتاً نمونے دکھاتا بھی رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تا کہ تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ بندوں پر انحصار ہے اللہ تعالیٰ کے کاموں کا۔ تمہیں تو

ثواب کا مستحق بنانے کے لئے، ان نیکیوں پر قائم رکھنے کے لئے، تمہیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کے لئے، تمہیں یہ موقع دیا ہے کہ اگر تم زمانے کے امام پر ایمان لائے ہو تو اس کے شکرانے کے طور پر اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بنتے ہوئے اس کام میں میرے پیاروں کا ہاتھ بٹاؤ- جو تعلیم اس نے دی ہے اس پر عمل کرو اور اپنے نیک نمونے قائم کرو تا کہ تمہیں دنیا اور آخرت کے انعاموں کا وارث بنایا جائے- ورنہ خدا تعالیٰ نے جو وعدے اپنے پیاروں سے کئے ہوتے ہیں ان کی وجہ سے ان کو اس بات کی فکر نہیں ہوتی کہ اگر فلاں شخص نے میری مدد نہ کی تو غلبہ کس طرح ہوگا- یا اگر فلاں حکومت نے مخالفت کی تو میرے کام کیسے آگے بڑھیں گے- میری جماعت کس طرح پھیلے گی، اگر چند لوگ وعدہ کر کے بھول بھی جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی مدد کے لئے اور لوگ لے آتا ہے اور جماعت پیدا کر دیتا ہے- ظالم حکومتوں سے بھی خود نپٹ لیتا ہے- حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدے کئے ہوئے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنی اس قدرت کا اظہار بھی کرتا رہتا ہے اور تقریباً ہر احمدی جس کا جماعت کے نظام سے پختہ تعلق ہے اس کو اس کا تجربہ ہے- بہت سارے مواقع پر یہ اظہار ہوتے رہے- حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا کہ يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوحِي إِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ کہ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے- حضرت اقدس مسیح موعودؑ اس بات پر کامل یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سچے وعدوں والا ہے- وہ ضرور بضرور اپنے وعدوں کے مطابق مددگار بھیجتا رہے گا، دین کے خادم بھیجتا رہے گا، دین کی نصرت کرنے والے بھیجتا رہے گا- اور آج سو سال سے زائد عرصہ گزرنے کے بعد بھی **اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے کئے گئے اس وعدہ کو پورا فرما رہا ہے اور آئندہ بھی فرمائے گا اور فرماتا چلا جائے گا- انشاء اللہ-** لیکن ہمیں یہ دعا کرنی چاہیئے اور اپنے عملوں کو درست کرتے ہوئے خدا سے یہ دعا مانگنی چاہیئے کہ ہمارا بھی ان رجال میں شمار ہو جن کو خدا تعالیٰ قبول کرتے ہوئے مسیح موعودؑ کے مددگاروں میں شامل کرے- ورنہ اگر ہمارے عمل اس قابل نہیں، ہماری عبادتیں سوز و گداز سے بھری ہوئی نہیں، ہم اللہ کی نظر میں مقبول نہیں تو لاکھ ہم نحن انصار اللہ کہتے رہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا- اور دوسرے لوگ آ کر یہ مقام لے جائیں گے- اللہ تعالیٰ تو اس طرح قبول نہیں کرتا وہ تو یہی کہے گا کہ پہلے اپنی حالت درست کرو، اپنے اعمال درست کرو، انسانی حقوق ادا کرو، پھر میرے دین کے مددگار کہلا سکتے ہو-

پس ہر ایک کو ہم میں سے اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ کیا نحن انصار اللہ کا نعرہ لگانے سے پہلے غور بھی کیا ہے کہ یہ کتنا گہرا اور وسیع نعرہ ہے- کیا کیا قربانیاں دینی پڑیں گی اس کے لئے اور قربانیاں ہیں کیا، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کوئی جنگ، توپ، گولہ نہیں ہے، کسی گولے کے آگے کھڑا ہونا نہیں ہے، کسی توپ کے منہ کے سامنے کھڑے ہونا نہیں ہے، تیروں کی بوچھاڑ کے آگے کھڑے ہونا نہیں ہے- صحابہ کرام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے ان کی طرح گردنیں کٹوانا نہیں ہے- ہاں یہ قربانیاں بھی اللہ تعالیٰ کبھی کبھار اکا دکا لے لیتا ہے- نمونے قائم رکھنے کے لئے اس طرح کرتا ہے- لیکن قربانی جو اس زمانے میں کرنی ہے **وہ یہ ہے کہ اپنی عبادتوں کے اعلیٰ میعار قائم کرنے ہیں- اپنے معاشرے کے حقوق ادا کرنے ہیں، اپنے مالوں کی قربانیاں دینی ہیں-**

پس انصاراللہ کا فرض بنتا ہے اور میں بار بار کہتا ہوں کہ اپنی عبادتوں کو زندہ کریں، اپنے لئے، اپنی اولادوں کے لئے، اپنے معاشرہ کے لئے، دکھی انسانیت کے لئے، غلبۂ (دین حق) کے لئے ایک تڑپ سے دعا مانگیں۔ آخرت کی فکر اپنے دلوں میں پیدا کریں جب آخرت کی فکر زیادہ ہوگی تو معاشرہ کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ زیادہ ہوگی۔ قرآن کریم کے پڑھنے، پڑھانے کی طرف بھی توجہ کریں۔ اس بارہ میں انصاراللہ نے پروگرام بھی بنالیا ہے اور میرا خطبہ بھی سن لیا ہے۔ قربانی کرتے ہوئے ہر ایک کا حق ادا کریں، اس کا حق اس کو دینے کی کوشش کریں۔ دوسروں کی برائیوں پر نظر رکھنے کی بجائے اپنی برائیوں کو دیکھیں تو پھر اصلاح بھی ہوگی اور اصلاح کی طرف توجہ بھی پیدا ہو گی۔ پھر مالی قربانیوں کی طرف توجہ کریں، اپنے عہدوں کو پورا کریں۔ آپ نے عہد کیا ہے کہ احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت کے لئے قربانی کرتا رہوں گا۔ یہ جو ابھی عہد دہرایا ہے۔ پس اس بارہ میں سوچیں، غور کریں کہ کہاں تک اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہاں تک اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کیا ہے۔

میں نے جلسہ کی تقریر کے دوران **آخری دنوں میں انصاراللہ کے ذمہ بھی یہ لگایا تھا کہ وہ نظام وصیت میں شامل ہونے کی طرف توجہ دیں،** اس بارے میں بھی کوشش کریں۔ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ جو صف دوم کے انصار پر مشتمل ہے۔ یاد رکھیں کہ آپ کی تلقین بھی تبھی ہوگی، تبھی کارآمد ہوگی جب حضرت مسیح موعودؑ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نظام میں بھی شامل ہوں گے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس میں شامل ہونے والوں کے لئے بہت دعائیں کی ہوئی ہیں۔ اور جس کو یہ دعائیں لگ جائیں اس کی دنیا بھی سنور جائے گی اور اس کی آخرت بھی سنور جائے گی۔ پس اس طرف بھی توجہ کریں۔ اور سب سے پہلے میں یہاں کہوں گا کہ تمام عہدیداران جو ہیں ان کو اس نظام میں شامل ہونا چاہئے، نیشنل عاملہ سے لے کے نچلی سے نچلی سطح تک جو بھی عاملہ ہے اس کے لیول تک۔ ہر عاملہ کا ممبر اس نظام میں شامل ہو، تبھی وہ تلقین کرنے کے قابل بھی ہوگا۔

پس یہ طریق ہیں نصرت کے وعدے کو پورا کرنے کے، یہ طریق ہیں اپنے وعدے کو سچا کرنے کے اور یہ طریق ہیں اللہ تعالیٰ کی برکات اس کے نتیجے میں حاصل کرنے کے۔ اللہ تعالیٰ کے دین نے تو انشاءاللہ غالب آنا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جیسے اس نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی الہاماً فرمایا تھا اور اتفاق یہ ہے کہ آج سے سو سال پہلے کا یہ الہام ہے۔ دو، تین اکتوبر کا کہ **قَدْ جَآءَ الدِّيْنُ مِنَ النُّصْرَةِ ثُمَّ سَيَعُوْدُ مِنَ النُّصْرَةِ** (تذکرہ، صفحہ ۵۲۰، مطبوعہ ۱۹۶۹ء، ربوہ) کہ دین پہلے بھی نصرت ہی سے غالب آیا تھا اب بھی دوبارہ وہ نصرت ہی کے ذریعہ سے غالب آئے گا۔ پس جہاں یہ الہام ہمیں یہ تسلی دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں احمدیت کو بھی غلبہ عطا کروں گا اسی طرح جیسے پہلے (دین حق) کو غلبہ عطا ہوا تھا۔ کہیں کوئی کم عقل یہ نہ سمجھ لے کہ شائد میری کسی کوشش کی وجہ سے یا میرے کسی کام کی وجہ سے یا میرے کسی کارنامے کی وجہ سے، میری کسی قربانی کی وجہ سے غلبہ عطا ہو رہا ہے یا جماعت میں ترقی ہو رہی ہے۔ اس بارہ میں اور بھی بہت سارے الہامات ہیں نصرت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کے۔ تو جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہمیں اللہ تعالیٰ نے انصار بنا کر برکتیں سمیٹنے کا موقع دیا ہے۔ پس ان برکتوں کو اگر جاری رکھنا ہے، اپنی نسلوں کی اصلاح کی خواہش اگر آپ کو ہے تمنا ہے تو عملی نمونے

قائم کرنے ہوں گے، گھروں میں بھی، ماحول میں بھی، معاشرہ میں بھی۔ عبادتوں کے بھی عملی نمونے، اعلیٰ اخلاق کے بھی عملی نمونے اور قربانی کے معیار کے بھی نمونے قائم کرنے ہوں گے۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ ہمیں انصاراللہ بنا کر اس ثواب کا مستحق بنا رہا ہے۔ ہمیں ان ترقیات میں، ہماری حقیر سی کوششوں کو قبول فرماتے ہوئے، شامل فرما رہا ہے جو جماعت کے لئے اس نے مقدر کی ہوئی ہیں۔ جس کا اس نے حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب انصار کو حقیقی معنوں میں انصاراللہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور خدا کرے کہ یہ غلبہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ ہمارے اعمال کی کمزوریاں کہیں ہمیں ان نظاروں کے دیکھنے سے محروم نہ کر دیں جس کے خدا تعالیٰ نے اپنے مسیح سے وعدے کئے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ''دنیا جائے گزشتنی و گزاشتنی ہے اور جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک کام کے بجالانے میں پوری کوشش نہیں کرتا تو پھر وہ گیا ہوا وقت ہاتھ نہیں آتا۔''

پھر آپؑ نے فرمایا کہ:

''یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوششوں سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلوتہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجالائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے۔ تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں، ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے......''

پھر آپ فرماتے ہیں کہ ''تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت رحمتِ الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اس کے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں۔ ہر ایک عقل اور فہم کی بات جو تمہارے دل میں ہے وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ آسمان سے عجیب سلسلۂ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے۔ پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے، ہلاک ہو جاؤ گے۔'' (یعنی دل میں اگر لاؤ گے) (......رسالت۔ جلد دہم۔ صفحہ ۵۴ تا ۵۶)

اللہ کرے کہ ہم حقیقی معنوں میں انصاراللہ بھی ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی توقعات پر پورا اترنے والے ہوں اور ان تمام دعاؤں کے وارث ہوں جو آپ نے اپنی جماعت کے نیک لوگوں کے لئے کی ہیں۔ اللہ توفیق دے۔

(بشکریہ ''انصارالدین'' برطانیہ اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۴ء صفحہ ۷-۱۰)

حمد باری تعالیٰ

ثنا خواں ہوں تیرا اے رب الوریٰ
نہیں کوئی تیرے سوا آسرا
زمان و مکاں ہیں تیری جلوہ گاہ
تجھی سے اجالا ہے پھیلا ہوا
ہر اک شئے کو حاصل ہے تجھ سے بقا
ہے تیری عطاؤں کا یہ سلسلہ
تمہیں نے دیئے ہیں یہ دست اور پا
یہ آنکھیں ہیں تیری یہ دل ہے ترا
سبھی تیری رحمت کے محتاج ہیں
تو سب کا ہے ملجا تو سب کی پناہ
کھڑا ہوں تیرے در پہ بن کے گدا
تری ذات ہے میری مشکل کشا
یہی ہے فقط اپنی اب یہ دعا
نواز اپنے دیدار سے اے خدا

(مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب)

سیرت کا ایک ورق

اسوہ حسنہ

ایک رات.......

عطاء روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں، ابن عمر اور عبید اللہ بن عمرؓ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی۔ مجھے آنحضرت ﷺ کی کوئی عجیب ترین بات بتایئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے دیکھی ہو۔ اس پر حضرت عائشہؓ آپ ﷺ کی یاد سے بے تاب ہو کر رو پڑیں اور کہنے لگیں کہ آنحضور ﷺ کی تو ہر ادا ہی نرالی ہوتی تھی؟

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضور ﷺ ایک رات میرے پاس تشریف لائے میرے ساتھ میرے بستر میں لیٹے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے عائشہ کیا آج کی رات تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کرلوں۔ میں نے کہا خدا کی قسم مجھے تو آپ کی خواہش کا احترام اور آپ کا قرب پسند ہے، میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔ تب آپ اٹھے اور مشکیزے سے وضو کیا' نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور نماز میں اس قدر روئے کہ آپ کے آنسو آپ کے سینہ پر گرنے لگے۔ نماز کے بعد آپ دائیں طرف ٹیک لگا کر اس طرح بیٹھ گئے کہ آپ کا دایاں ہاتھ آپ کے دائیں رخسار کے نیچے تھا اور پھر رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ کے آنسو زمین پر ٹپکنے لگے۔ یہاں تک کہ فجر کی اذان دینے کے بعد بلالؓ آئے، جب انہوں نے آپ کو اس طرح گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ اتنا کیوں روتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ آپ کے گزشتہ اور آئندہ ہونے والے سارے گناہ بخش چکا ہے؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

(تفسیر روح البیان۔ زیر تفسیر سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۹۱-۱۹۲)

سالانہ علمی ریلی ۲۰۰۵ء

نصاب علمی مقابلہ جات

تلاوت قرآن کریم:

الف معیارِ خاص: اس میں قاری حضرات اور حفاظ کرام حصہ لیں گے۔

ب معیارِ عام: اس معیار میں قاری اور حفاظ کرام شرکت نہیں کریں گے دیگر انصار خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کے مقابلہ میں حصہ لیں گے۔

نصاب: (۱) سورۃ المومنون...... پہلی بارہ آیات (پارہ نمبر ۱۸) (۲) سورۃ یٰسین...... پہلا رکوع (پارہ نمبر ۲۲)

حفظ قرآن:

قرآن کریم کا پارہ نمبر ۲۹ نصف اوّل

نظم خوانی:

درّثمین، کلام محمود، کلام طاہر، درّعدن میں سے کسی نظم کے چند اشعار خوش الحانی سے سنانے ہوں گے۔

مقابلہ بیت بازی:

مقابلہ بیت بازی بین الاضلاع ہوگا اور ہر ضلع سے دو ممبران پر مشتمل ٹیم حصہ لے سکے گی۔

نصاب: (۱) درّثمین (۲) کلام محمود (۳) کلام طاہر (۴) درّعدن

تقریر معیارِ خاص (اُردو):

ہر ضلع سے ایک مقرر حصہ لے گا۔ تقریر کا وقت 5 تا 7 منٹ ہوگا۔

عناوین: (۱) اللہ کی اک نعمت عظمٰی ہے خلافت (۲) نظام وصیت کی برکات (۳) ایفائے عہد (۴) سچائی

فی البدیہہ تقریری مقابلہ اردو:

عنوان مقابلے کے وقت دیئے جائیں گے۔ تقریر کا وقت 2 تا 3 منٹ ہوگا۔

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ:

درج ذیل کتب نصاب میں ہوں گی۔ تحریری امتحان ہوگا۔

(۱) ایام الصلح (۲) نجم الہدیٰ (۳) راز حقیقت (۴) حقیقۃ المہدی روحانی خزائن جلد 14

سیرت کا ایک ورق

پھر تیری عبادت کون کرے گا......

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی اپنی کتاب سیرت حضرت مسیح موعود حصہ سوم صفحہ ۴۲۸ پر فرماتے ہیں:

"آپ کی ہمدردی کا اجمالی تذکرہ میں ایک عجیب وغریب واقعہ پر ختم کر دینا چاہتا ہوں حضرت مخدوم الملت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے ایک مرتبہ بیان کیا کہ بیت الدعاء کے اوپر میرا حجرہ تھا اور میں اسے بطرز بیت الدعاء استعمال کیا کرتا تھا اس میں سے حضرت مسیح موعود کی حالت دعا میں گریہ وزاری کو سنتا تھا۔ آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا۔ اور آپ اس طرح پر آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کرتے تھے جیسے کوئی عورت دردزہ سے بے قرار ہو۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق الٰہی کے لئے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا کرتے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو جائیں گے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ باوجودیکہ طاعون کا عذاب حضرت مسیح موعود کی تکذیب اور انکار ہی کے باعث آیا مگر آپ مخلوق کی ہدایت اور ہمدردی کے لئے اس قدر حریص تھے کہ اس عذاب کے اٹھائے جانے کے لئے رات کی سنسان اور تاریک گہرائیوں میں روز و کر دعائیں کرتے تھے ایسے وقت میں جبکہ مخلوق اپنے آرام میں سوتی تھی یہ جاگتے تھے اور روتے تھے الغرض آپ کی یہ ہمدردی اور شفقت علی خلق اللہ اپنے رنگ میں بے نظیر تھی۔"

......

پسر موعود

(بہت عرصہ قبل کی کہی ہوئی نظم میں سے چند بند)

(1)

سازِ فطرت تو بجاتا ہے عجب انداز سے
زیرو بم میں نے لئے ہیں تیرے سوز و ساز سے
ہائے دشمن آج تک آگہ نہیں اس راز سے
مردے زندہ ہو گئے تیرے لبِ اعجاز سے
نکتہ چیں کوتہ نظر دیکھے گا کیا پرواز کو!
اہلِ دل ہی جانتے ہیں تیرے دل کے راز کو

(2)

اُن کا رُوحانی پدر تو جو پیارے دین کے!
تُو نے دکھلائے ہمیں کیا کیا نظارے دین کے!
مشرق و مغرب میں کرتے ہیں اشارے دین کے
ہیں کشش تیری سے ہی قائم ستارے دین کے
آج دنیا میں مثال نیر اکبر ہے تُو!
گردشِ سیاّرگان دین کا محور ہے تُو!

(3)

تو ہے مثلِ مہر باطل کے فسوں کے واسطے
مرہم کافور تو زخم دِروں کے واسطے
منزلِ تسکیں ہے تو اہل جنوں کے واسطے
بس ترا دیدار کافی ہے سکوں کے واسطے
اے چراغ انجمن سوزاں ہیں پروانے ترے!
رکھتے ہیں تاثیر کیا آنسو خدا جانے ترے!

(عبدالسلام اِسلام)

پیشگوئی مصلح موعود

منقول از ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء اس اخبار کا عکس ٹائٹل پیج پر ملاحظہ ہو

......اُن ہر سہ قسم کی پیشگوئیوں میں سے جو انشاء اللہ رسالے میں بہ بسط تمام درج ہوں گی پہلی پیشگوئی جو خود اس احقر سے متعلق ہے آج ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں جو مطابق پندرہ جمادی الاول ہے، برعایت ایجاز و اختصار کلمات الہامیہ نمونے کے طور پر لکھی جاتی ہے اور مفصل رسالہ میں مندرجہ ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

پہلی پیشگوئی: الہام اللہ تعالیٰ و اعلامہ عزوجل خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہٗ عز اسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرّعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر (......)۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین (......) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس رُوح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ ......وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل والآخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی

رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گے۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسماں کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً۔

پھر خدائے کریم جلشانہٗ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا۔ اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریّت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔ مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گا اور ہر ایک شاخ تیرے جدّی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا اُن پر بلا پر بلا نازل کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے۔ اُن کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور اُن کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلائے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا۔ اور ایک ڈراؤنا گھر برکتوں سے بھر دے گا۔ تیری ذریّت منقطع نہیں ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہے گا۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دُنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دُنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اُٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلالوں گا پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامردی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مُرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے۔ جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔ خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلّی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دل میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو۔ تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔ فقط

الراقم۔ خاکسار غلام احمد مؤلف براہین احمدیہ

(ہوشیارپور طویلہ شیخ مہر علی صاحب رئیس۔ ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

محبوبِ رسولِ خدا

حضرت زید بن حارثہؓ

از: قلم مکرم رانا خالد احمد صاحب

زید نام، ابو اسامہ کنیت، حبِّ رسول ﷺ لقب، والد کا نام حارثہ اور والدہ کا نام سعدی بنت ثعلبہ تھا، آپ کے والد حارثہ بنو قضاعہ سے تعلق رکھتے تھے جو یمن کا ایک نہایت معزز قبیلہ تھا۔ حضرت زید کی والدہ آپ کو جبکہ آپ کی چھوٹی عمر ہی تھی لیکر اپنے میکہ گئی ہوئی تھیں کہ خیمہ کے سامنے سے اس چھوٹے سے بچے کو ڈاکو اٹھا کر لے گئے اور عکاظ کے بازار میں فروخت کر دیا۔ قادر مطلق علیم وحکیم ہستی نے کچھ اور ہی مقدر کیا ہوا تھا لہٰذا خوش نصیبی کہنا چاہیے کہ وہاں سے آپ کو حکیم بن حزام نے چار سو درہم میں خرید کر اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت زید کے بڑے بھائی کا نام جبلہ بن حارثہ ہے۔ زید کے والد کو اپنے بیٹے کے گم ہونے کا شدید غم تھا۔ ایک سال حج کے موقعہ پر آنے والے بنی کلب کے لوگوں نے زید بن حارثہ کو پہچان لیا اور انکے والد کا حال سنایا تو زید نے جواباً کہا کہ ان سے کہنا غم نہ کریں میں یہاں خانہ کعبہ میں مشعر حرام کے قریب رہتا ہوں اور ایک معزز خاندان بنی معد میں ہوں۔ جب ان لوگوں نے واپس جا کر زید کے والد کو اس کے بیٹے کے ملنے کی اطلاع دی تو ان کو یقین نہ آیا جب تسلی ہوگئی کہ وہی ہے تو اپنے بھائی کعب بن شرجیل کو لے کر مکہ روانہ ہوئے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اپنے بیٹے کو آزاد کرنے کی درخواست کی اور اس کے عوض بڑا معاوضہ بھی پیش کیا تو حضورؐ نے انکی تمام بات سن کر یہ فرمایا کہ زید کو اختیار دیتا ہوں کہ وہ آپ لوگوں کے ساتھ جانے کو ترجیح دیتا ہے یا میرے ساتھ رہنے کو۔ حضورؐ نے جب حضرت زید کو بلوایا تو پوچھا، آیا تم ان دونوں کو جانتے ہو تو انہوں نے کہا جی یا رسول اللہ ان میں سے ایک میرا والد ہے اور دوسرا میرا چچا۔ آپ نے حضرت زید کے ہاتھ میں قرعہ انتخاب دے کر فرمایا، میں کون ہوں؟ اس سے تم واقف ہو۔ میری ہم نشینی کا حال بھی تم کو معلوم ہے اب تمھیں اختیار ہے چاہے مجھے پسند کرو یا ان دونوں کو۔ جواباً حضرت زیدؓ نے فرمایا ''میں ایسا نہیں ہوں جو حضورؐ پر کسی کو ترجیح دوں آپ ہی میرے ماں باپ ہیں۔'' حضرت زید کی اس مخلصانہ وفاشعاری نے ان کے باپ اور چچا کو محو حیرت کر دیا۔ وہ تعجب سے بولے " زید! افسوس تم آزادی، باپ چچا اور خاندان پر غلامی کو ترجیح دیتے ہو۔ فرمایا ہاں! مجھے اس ذات پاک میں ایسے محاسن نظر آئے ہیں کہ میں اس پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ اس اخلاص اور محبت کو دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے خانہ کعبہ میں مقام حجر کے پاس ان کو لے جا کر اعلان فرمایا کہ ''زید آج سے میرا فرزند ہے میں اس کا وارث ہوں گا وہ میرا وارث ہوگا۔'' اس پر باپ اور چچا کے دل بھی خوش اور مطمئن ہو گئے اور وہ بخوشی واپس چلے گئے۔ اس اعلان کے بعد زیدؓ آنحضرت ﷺ کے

ساتھ زید بن محمدؓ کے نام سے زبان زدعام ہوئے یہاں تک کہ اسلام کے ظہور کے بعد وحی الٰہی کے مطابق اپنے نسبی آباء کے ساتھ انتساب کی ہدایت فرمائی تو وہ پھر حارثہ کی نسبت سے زید بن حارثہ مشہور ہوئے۔

آنحضرت ﷺ کے دعویٰ نبوت کے بعد اولین ایمان لانے والوں میں غلاموں میں سے آپ سب سے پہلے مومن تھے۔ حضرت حمزہؓ کے ایمان لانے کے بعد مؤاخات کے طور پر ایک دوسرے کو بھائی بنادیا اور ان دونوں میں اسقدر محبت پیدا ہوگئی تھی کہ حضرت حمزہؓ مختلف غزوات پر تشریف لے جاتے وقت ان کو اپنا وصی بنا کر جاتے تھے۔

آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی آیا اور کنیز حضرت ام ایمنؓ کی بابت فرمایا: اگر کوئی جنتی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کو ام ایمنؓ سے نکاح کرنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت زیدؓ نے (جو رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کے کسی موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے) ان سے نکاح کرلیا۔ چنانچہ حضرت اُسامہ بن زیدؓ ان کے ہی بطن سے مکہ میں پیدا ہوئے۔ ان کے بعد حضرت زینب بنت جحش سے آپ کی شادی ہوئی۔ جو آنحضور ﷺ کی پھوپھی زاد تھیں۔ پھر ان کے بعد انکی شادی ام کلثوم بنت عقبہ سے ہوئی۔

حضرت زیدؓ آنحضرت ﷺ کو بے حد عزیز تھے روایت میں ہے کہ "ایک دن حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ پیار کس سے ہے آپ نے فرمایا فاطمہؓ سے۔ انہوں نے فرمایا یارسول اللہ آپ کے خاندان سے مراد نہ تھا۔ ارشاد ہوا پھر وہ جس کے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے "**انعم اللہ علیہ و انعمت علیہ**"۔ مکہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ پہنچے تو حضرت کلثوم بن ہدمؓ کے مہمان ہوئے۔ حضرت اُسید بن حضیر انصاری جو قبیلہ عبدالاشہل کے ایک معزز رئیس تھے ان کے اسلامی بھائی بنائے گئے۔

غزوات۔ حضرت زیدؓ تیر اندازی میں کمال مہارت رکھتے تھے ان کا شمار ان مشاہیر صحابہ میں تھا جو اس فن میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے۔ غزوہ بدر سے لے کر غزوہ موتہ تک جس قدر اہم خون ریز معرکے پیش آئے سب میں پامردی و شجاعت کے ساتھ شریک کارزار ہوئے۔ غزوہ مریسیع میں چونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا تھا اس لئے اس اہم مہم میں حصہ نہ لے سکے۔

مشہور معرکوں کے علاوہ اکثر چھوٹی چھوٹی مہمات خاص ان کی سپہ سالاری میں سر ہوئیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتیں ہیں کہ "جس فوج کشی میں زیدؓ شریک ہوتے تھے اس میں امارت کا عہدہ ان ہی کو عطا ہوتا تھا۔ اس طرح نو دفعہ سپہ سالار بنا کر بھیجے گئے۔

جنگ موتہ اور حضرت زیدؓ: موتہ دمشق کے نزدیک ایک مقام کا نام تھا۔ آٹھ ہجری میں آنحضرت ﷺ کے قاصد حضرت حارث بن عمیر ازدیؓ جو شاہ بصریٰ کے دربار میں سفارت کی خدمت انجام دے کر واپس آرہے تھے اس مقام پر شرجیل ابن عمر غسانی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے تین ہزار کا لشکر حضرت زیدؓ بن حارثہ کی قیادت میں

روانہ کیا ان کے مقابل رومی تھے ان کے لشکروں کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ آنحضرت ﷺ نے جب اس لشکر کو بھجوانا چاہا تھا تو بعض صحابہ نے ان کی امارت کے بارے میں کچھ اعتراض کیا آنحضرت ﷺ تک جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا ''اِنَّہٗ خَلِقٌ بِالْاِمَارۃ'' کہ یہ امارت کا اہل ہے، ظاہر ہے خدا کے رسول ؐ کسی غیر اہل کو منتخب بھی کیسے فرما سکتے تھے۔ مزید فرمایا کہ یہ تمہارے نیکوکاروں میں سے ہے اور فرمایا ''و أنہ لمن احب الناس الی'' اور مجھے بے حد محبوب ہے۔ آپ ؐ نے لشکر بھجوانے سے پہلے فرمایا اگر امیر لشکر زیدؓ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ بن ابی طالب امیر ہونگے اور اگر وہ بھی شہید ہوئیں تو عبداللہ بن رواحہؓ

تین ہزار سپاہیوں کی جب ایک لاکھ کے لشکر سے مڈبھیڑ ہوئی تو حضرت زیدؓ آنحضرت ﷺ کا علَم ہاتھ میں لئے ہوئے اور یہ شعر پڑھتے ہوئے قلب لشکر میں جا گھسے نیزوں سے بدن چھلنی ہوا اور شہید ہو کر خدا کی رحمت کی آغوش میں جا پہنچے۔ آنحضرت ﷺ کو جبرئیل نے یہ خبر دی تو آپ نے صحابہ کو خبر سنائی اس وقت رسول مقبول ﷺ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ ان کے بیٹے اسامہؓ اب یتیم رہ گئے یہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کو ایسے عزیز تھے جیسے اپنی اولاد، آنحضرت ﷺ ایک ران پر ان کو بٹھاتے اور دوسری پر حضرت حسنؓ کو اور اپنے سینے سے لگا کر خدا کو پکارتے اے خدا میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی انہیں محبوب رکھیو۔ اے مالک الملک میں ان پر رحم کرتا ہوں تو بھی ان سے رحمت کا سلوک کیجئو۔

حضرت زیدؓ کے صحیفہ اخلاق میں وفا شعاری کا باب سب سے نمایاں ہے بے شک حضرت زیدؓ کے اخلاقی کارناموں کی کوئی زیادہ تفصیل نہیں ملتی لیکن درحقیقت ان کے وہ اوصاف حسنہ اور محاسن جمیلہ ہی تھے جس نے ان کو اور انکی اولاد کو حضرت رسول اکرم ﷺ کی نگاہ میں سب سے زیادہ محبوب بنا دیا تھا۔

حضرت رسول اکرم ﷺ کو اپنے محبوب اور وفا شعار غلام کی جدائی کا شدید غم تھا چنانچہ حجۃ الوداع سے واپس آنے کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو ایک جمعیت کے ساتھ بدلہ لینے پر مامور فرمایا چونکہ وہ نہایت کم سن تھے اس لئے بعض نے انکی قیادت کو ناپسند کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا "تم پہلے جس طرح اس کے باپ کی سرداری پر اعتراض کرتے تھے اسی طرح اب اسکی امارت کو ناپسند کرتے ہو خدا کی قسم زید سزاوار امارت اور محبوب ترین شخص تھا اور اس کے بعد اسامہ مجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

یہ مہم ابھی روانہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ آفتاب رسالت غروب ہو گیا لیکن حضرت خلیفہ اوّل (......) نے تمام مصائب اور فتنوں کے باوجود اس کو کوچ کا حکم دیا اور حضرت اسامہؓ مد مقابل دشمنوں کو شکست فاش دے کر غیر معمولی کامیابی کے ساتھ مدینہ واپس آئے۔ آپکی اولاد میں دو لڑکے اسامہ بن زید اور زید بن زید کے علاوہ ایک لڑکی رقیہ پیدا ہوئی۔

....

ایک مرتبہ میں باہر سیر کو جا رہا تھا ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا....

بنی نوع انسان کی ہمدردی خصوصاً اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور حمایت پر نصیحت کرتے ہوئے ایک موقعہ پر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

''میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔

اپنے تو درکنار، میں تو کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لاابالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔

ایک مرتبہ میں باہر سیر کو جا رہا تھا ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے راستہ میں ایک بڑھیا کوئی 70 یا 75 برس کی ضعیفہ ملی۔ اس نے ایک خط اسے پڑھنے کو کہا مگر اس نے اسے جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ اس نے وہ خط مجھے دیا۔ میں اس کو لے کر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس پر اسے سخت شرمندہ ہونا پڑا۔ کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 82-83 مطبوعہ ربوہ)

سیرت رفقاء

حضرت چوہدری نعمت اللہ خان گوہر صاحب (۱۸۸۰-۱۹۵۵ء)

(یہ مضمون آپ کے پوتے مکرم سلیم احمد خالد صاحب نے مرتب کیا ہے)

ولادت و تعلیم: حضرت چوہدری نعمت اللہ گوہر صاحب ۱۸۸۰عیسوی میں لدھیانہ کے دور افتادہ گاؤں پھٹور میں ایک غریب راجپوت خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حکیم تھے خان تھا۔

حضرت چوہدری نعمت اللہ صاحب نے ۱۸۹۶ء میں میٹرک کا امتحان جگراؤں ہائی سکول سے پاس کیا۔ جس پر ۱۵/روپے ماہوار وظیفہ بھی ملا۔ آپ نے منہدرہ کالج پٹیالہ میں داخلہ لے لیا۔ لیکن کسی غلطی کی وجہ سے امتحان دینے پر پابندی لگادی گئی۔

بیعت: کالج کی تعلیم تو اب بند ہوگئی مگر ریاست پٹیالہ کے وزیر اعظم خلیفہ سید محمد حسن صاحب کے عزیزوں نے ریاست کے محکمہ بندوبست میں سپرنٹنڈنٹ کے طور پر تقرری کروادی۔ وہاں کسی نے آپ کو مولوی ثناء اللہ صاحب کی کتاب ''الہامات مرزا'' مطالعہ کے لئے دی۔ پڑھ کر بہت حیران ہوئے کہ یہ مرزا صاحب کون ہیں۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ تمام دنیا میں حضرت مہدی علیہ السلام کا انتظار ہو رہا تھا۔ آپ میرے والد صاحب عبدالرحمٰن شاکر کو سنایا کرتے تھے کہ اُن کے دادا حکیم خدا بخش صاحب جب جگراؤں سے پھٹور آتے تو پوچھا کرتے تھے کہ سناؤ کہیں حضرت مہدی علیہ السلام کی خبر بھی سُنی؟؟

محکمہ بندوبست میں اُن دنوں حضرت منشی محمد عبداللہ صاحب سنوری اور اُن کے فرزند منشی رحمت اللہ صاحب پٹواری کے طور پر کام کرتے تھے۔ اُنہوں نے جب اپنے سپرنٹنڈنٹ صاحب کو مرزا صاحب کے بارے میں تفتیش کرتے دیکھا تو اُن کو بتایا کہ قادیان ضلع گورداسپور میں ایک بزرگ نے مہدیؑ اور مسیح موعودؑ ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ اُن کو اللہ تعالیٰ نے مامور کیا ہے۔ ساتھ ہی مطالعہ کے لئے حضرت اقدس کی کتابیں بھی دیں۔ اخبار الحکم اُن کے پاس آتا تھا وہ بھی دیا کرتے۔ کیونکہ آپ کے ذہن میں اُن کے دادا حکیم خدا بخش صاحب نے ڈالا ہوا تھا کہ مہدیؑ کا ظہور ہونے والا ہے۔ لہٰذا مطالعہ سے آپ کو یقین ہوگیا کہ مہدیؑ قادیان میں مبعوث ہو چکے ہیں۔ چنانچہ آپ منشی عبداللہ صاحب سنوری سے مزید معلومات کے بعد اپنی اہلیہ صاحبہ کو ساتھ لے کر قادیان گئے اور بیعت کر لی۔ آپ کی شادی کے فوراً بعد آپ کی والدہ وفات پا گئی تھیں۔ آپ نے بیعت ۱۹۰۵ء میں کی۔ حضرت اقدس کی صحبت سے اتنے متاثر ہوئے کہ واپس ملازمت پر جانے خیال بھی نہ رہا۔ لہٰذا وہ نوکری چھوڑ کر گاؤں آگئے۔

بھائیوں کی بیعت: گاؤں واپس آکر اپنے دونوں بھائیوں علی محمد اور عطاء محمد کو پیغام سنایا اگرچہ کم عمر تھے لیکن بڑے بھائی کی اطاعت میں بیعت کے لئے تیار ہو گئے۔ چنانچہ ان دونوں کی بیعت کا خط لکھ دیا گیا۔ جس کا جواب ۱۵ ر دن کے اندر آ گیا۔ اس کے بعد بہن اور بہنوئی اور دوسرے رشتہ داروں کو پیغام حق سنایا۔ لیکن اُن لوگوں نے قبول نہ کیا لیکن کوئی مخالفت بھی نہ کی۔ ملازمت تو ختم ہو چکی تھی اور گھر کی ذمہ داریوں کا احساس بھی تھا۔ زمین سے واجبی سی فصل آتی تھی۔ جس سے گذارہ مشکل تھا اسی اُدھیڑ بُن میں ایک اشتہار دیکھا کہ چنیوٹ میں مڈل سکول کے لئے اُستاد چاہیئے۔ آپ نے فوراً درخواست دے دی اور آپ کو منتخب کر لیا گیا۔ یہاں پر آتے ہی ڈھونڈ کر جماعت احمدیہ سے رابطہ کیا اور باقاعدگی سے نمازیں وہاں ادا کرنے لگے۔ شیخ مولا بخش صاحب، حاجی تاج محمود صاحب اور دیگر احمدیوں سے گہرے تعلقات ہو گئے۔ مگر شہر کے متعصب لوگوں نے اس بات کو پسند نہ کیا اور مجبور کیا کہ مستعفی ہو جائیں۔ یہاں سے قریب ہی چک جھمرہ کے پاس ایک چک میں شیعہ گھرانے کے دولڑکوں کو تعلیم دینے کے لئے وہاں چلے گئے۔ لیکن طبیعت نہ لگی۔ چنیوٹ میں مخالفت کی وجہ سے قادیان کے لئے تڑپ بڑھ گئی اور آخر کار اکتوبر ۱۹۰۷ء میں قادیان آ گئے۔ اُن کا گھر شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب کے مکان کے قریب تھا۔ آپ جب بمعہ اہلیہ صاحبہ ۱۹۰۵ء میں پہلی مرتبہ بغرض بیعت قادیان آئے تو انہی کے گھر مہمان ٹھہرے تھے۔ اس لئے اُن سے بڑے گہرے روابط ہوئے۔ آپ نے ستمبر ۱۹۰۶ء کو اپنے چھوٹے بھائیوں علی محمد اور عطاء محمد کو جو بالترتیب ساتویں اور چھٹی جماعت میں تھے قادیان بھجوا دیا تھا۔ اب تینوں بھائی قادیانی ہو گئے تھے۔

حضرت اقدس کی سفارش: قادیان میں رہائش کے دوران حضرت اقدسؑ کے بعد آپ زیادہ تر حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کی قربت میں رہتے تھے۔ ایک دن انہوں نے فرمایا کہ تم تعلیم میں ترقی کیوں نہیں کرتے۔ دادا جان نے امتحان پر پابندی کا سارا ماجرا بیان کر دیا اور رو پڑے۔ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب (......) نے دلاسہ دیتے ہوئے ازراہ شفقت فرمایا کہ پھر حضرت اقدس سے کیوں نہیں عرض کرتے تا کہ وہ دعا فرمائیں اور آپ سے پابندی اٹھالی جائے۔

دادا جان نے کہا مجھے شرم آتی ہے۔ آپ ہی مہربانی فرما کر حضرت اقدس کے حضور میری طرف سے عرض کر دیں۔ جو آپ نے ازراہ شفقت کر دی۔

جب کچھ دن گذر گئے تو دادا جان کی بے چینی بڑھ گئی کہ حضورؑ نے کوئی توجہ نہیں فرمائی تو آپ نے ایک نظم جس کا عنوان تھا ''صدائے فقیر'' جو اخبار الحکم اور بدر میں چھپ چکی ہے۔ یہ نظم ۲۶ / مارچ ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدسؑ کے سامنے (......) مبارک میں پڑھ کر سنائی۔ اس کے دوسرے بند کے دوسرے شعر پر خوب لطیفہ ہوا۔ شعر تھا۔

کسی طبیب سے جب اپنا دردِ دل نہ تھما   تو آخرش تیرے دار الشفاء میں آئے ہیں

حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب نے سمجھا کہ یہ اُن کی طرف اشارہ ہے۔ چنانچہ آپ نے کھڑے ہو کر کہہ دیا ''طبیب کو کیوں بیچ میں لپیٹ لیا۔ طبیب نے تو عرض کر دی ہوئی ہے'' اس پر حضرت مسیح موعودؑ بھی مسکرا دیئے۔

جب حضرت اقدس اندرونِ خانہ تشریف لے جانے لگے تو آپ سامنے آ گئے۔حضورؑ نے جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ آپ گوہر صاحب کے لئے یونیورسٹی کو لکھیں کہ ان کو معاف کر دیا جائے۔ انہوں نے بھی یہ قصہ سُنا ہوا تھا کہنے لگے کہ حضور یہ بڑا مشکل امر ہے بلکہ ناممکن ہے کہ معافی ہو جائے۔حضور نے فرمایا کہ ''آپ لکھیں تو سہی جب خدا آسمان پر معاف کر سکتا ہے بندے زمین پر کیوں معاف نہیں کریں گے''

چنانچہ مولوی محمد علی صاحب نے بیت مبارک کے اُس کمرہ میں بیٹھ کر جس میں سُرخ سیاہی والا نشان ظاہر ہوا تھا خط لکھا اور سفارش کی کہ اُن پر سے پابندی ہٹا لی جائے۔نتیجۃً اگست ۱۹۰۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (......) کے عہد میں پنجاب یونیورسٹی سے پابندی اُٹھانے کا مراسلہ آ گیا۔حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل (......) نے دادا جان کے لئے بہت دُعا کی تھی تو اُن کو الہام ہوا کہ ''نعمت اللہ گوہر سے کہہ دو کہ اگر بی اے سے اخلاص ہے تو ایف۔اے کا امتحان دے دے'' اسی زمانہ میں آپ نے J.A.V. ٹریننگ کالج لاہور سے پاس کر لیا تھا۔

امتحان ایف۔اے: ۱۹۱۶ء میں بطور ٹیچر مڈل مزنگ لاہور میں متعین تھے۔یہاں ایک صاحب جن کا نام خیر دین برق ہیڈ ماسٹر تھے۔اُن کو پیغام حق پہنچاتے تھے کیونکہ وہ عیسائیت کی دلدل میں پھنس کر اپنا نام بھی K.D.Burk لکھنے لگے تھے۔ان کا بیٹا Samuale Martin Burk دادا جان کا شاگرد تھا اور پاکستان بننے پر فارن سروس میں چلا گیا اور سفیر کے عہدہ سے ریٹائرمنٹ کے بعد لنڈن میں مستقل رہائش اختیار کر لی تھی اس کی میرے والد عبدالرحمٰن شاکر صاحب کے ساتھ خط و کتابت جاری رہی۔

حضرت گوہر صاحب نے یہاں ریاضی کا مضمون رکھ کر ایف اے کا امتحان بغیر تیاری دینا شروع کر دیا تو برق صاحب نے لکھ کر شرط کر لی تھی کہ اس طرح تم اگر پاس ہو گئے تو میں مرزا صاحب کی بیعت کر لوں گا اور اگر پاس نہ ہوئے تو تمہاری داڑھی منڈوا دینی ہے۔آپ کے لئے تو خلیفۃ المسیح الاوّل کی دعائیں تھیں اور الہام بھی تھا۔چنانچہ آپ سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہو گئے۔آپ نے برق صاحب کو کہا کہ چلو اب قادیان تو انہوں نے نہایت عجیب فقرہ کہہ کر جان چھڑا لی کہ ''یار مَن لیا تیرا مرزا سچا اے''

کیونکہ آپ اکثر دعوت الی اللہ کرتے رہتے تھے تو متعصب ہندوؤں نے ایک جھوٹا مقدمہ بنا کر نوکری ختم کر دی۔ یہاں سے آپ کو اسلامیہ مڈل سکول پونچھ ریاست کشمیر میں ہیڈ ماسٹری مل گئی۔۱۲۰/روپے تنخواہ مقرر ہوئی وہاں آپ ۱۹۱۸ء۔۱۹۱۹ء تک رہے۔وہاں بھی (دعوت الی اللہ) کی وجہ سے نوکری سے نکلنا پڑا۔پونچھ سے احمدیہ سکول گھٹیالیاں آئے مگر یہ سکول مالی مشکلات کی وجہ سے نہیں چلتا تھا۔وہاں سے آپ احمدیہ سکول بہلول پور چک ۱۲۷ رکھ برانچ آ گئے۔ وہاں سال بھر کے قریب رہے مگر یہ سکول بھی مالی مشکلات کی وجہ سے نہ چل سکا۔وہاں سے آپ کو اسلامیہ ہائی سکول لائل پور میں جگہ مل گئی لیکن یہاں بھی سٹاف کو دعوت الی اللہ کرنے کی وجہ سے نوکری سے جواب مل گیا۔

بی اے کا امتحان: جلد ہی ایم بی ہائی سکول گوجرہ میں جگہ مل گئی جہاں ۱۹۲۱ء سے لے کر ۱۹۲۶ء تک خوب کام بھی کیا اور دعوت الی اللہ بھی کی جس کے نتیجہ میں کئی افراد نے احمدیت قبول کی۔ گوجرہ میں آپ کو خیال آیا بی اے کا امتحان دیں۔ سکول سے بغیر رخصت لئے تیاری شروع کر دی۔ سیکنڈ ہیڈ ماسٹر حشمت خان ایم۔ اے نے زور دے کر کہا دو ہندو اُستاد اُن کو اپنے انگریزی کے مضمون لکھ کر اصلاح لیتے ہیں آپ بھی مجھے اپنے مضامین دکھالیا کریں۔ تو دادا جان نے جواب دیا کہ حشمت صاحب میں جب لکھنے بیٹھوں گا تو فرشتے میری مدد کریں گے۔ میرے متعلق تو ہمارے بزرگوں کو الہاماً بتایا گیا ہے کہ تم بی اے ہو جاؤ گے۔ وہ کہنے لگے میں ان باتوں کو نہیں مانتا۔ دادا جان نے کہا آپ کو رزلٹ سے معلوم ہو جائے گا۔

چنانچہ دادا جان نے لاہور جا کر امتحان دیا اور سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوئے۔ ساتھ ہی Senior Anglo Vernecular(Sav) جو بی ٹی کے برابر امتحان ہوتا ہے دیدیا اُس میں بھی پاس ہو گئے۔ یعنی B.A-SAV ہو گئے۔ اس طرح آپ نے حضرت مسیح موعودؑ اور خلیفۃ المسیح الاول کی دعاؤں سے کامیابی حاصل کی۔

مارچ ۱۹۲۶ء میں شیخ نور الٰہی صاحب انسپکٹر سکولز معائنہ کے لئے آئے۔ معائنہ کے بعد دادا جان کو ساتھ لے کر ڈاک بنگلے میں چلے گئے۔ وہ حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب کے کلاس فیلو تھے اور سلسلہ احمدیہ سے خوب واقف تھے۔ کہنے لگے تمہارے میاں صاحب (خلیفۃ المسیح الثانی) نے یہ کفر و اسلام کی بحث چھیڑ دی مناسب نہ تھی۔ بس جناب دادا جان نے بحث شروع کر دی جو کہ رات گئے تک جاری رہی انسپکٹر صاحب جاتے ہوئے Log Book میں دادا جان کے بارے میں لکھ گئے۔

"Nimatullah Gauhar is more fit to be a missionary than a School Teacher"

جب یہ ریمارکس سید مہدی شاہ صاحب رئیس اعظم گوجرہ اور سپرنٹنڈنٹ میونسپل کمیٹی نے پڑھے تو دادا جان کو بلا کر دکھائے اور کہا شیخ صاحب آپ کے بارے میں کیا لکھ گئے ہیں لہٰذا آپ کہیں نوکری کا بندوبست کر لیں۔

وہاں سے آپ ڈیرہ اسماعیل خان اسلامیہ ہائی سکول میں بطور سیکنڈ ہیڈ ماسٹر متعین ہو گئے۔ وہاں سے بھی تبدیل کر کے گجرات اسلامیہ ہائی سکول بھجوا دیئے گئے یہاں سے بھی تقریباً ایک سال کے بعد فارغ کر دیئے گئے۔ چنانچہ آپ قادیان آ گئے۔

کچھ عرصہ کے بعد نواب جونا گڑھ کے پرائیویٹ سیکرٹری کو اپنے بچوں کے لئے ٹیوٹر کی ضرورت تھی چنانچہ وہاں چلے گئے۔ تنخواہ کے علاوہ کھانا اور رہائش مفت تھی۔ ایک سال وہاں رہے۔ سومنات مندر دیکھا۔ وہ جنگل بھی دیکھا جس کے بارے میں مشہور تھا کہ یہاں حضرت کرشنؑ سوئے ہوئے تھے کہ کسی نے ہرن سمجھ کر دور سے زہر آلود تیر مارا جس کے اثر سے آپ کا رنگ سانولا ہو گیا تھا واپسی پر جودھ پور میں نواب چوہدری محمد دین صاحب وزیر کے پاس ٹھہرے اور خوب سیر کی۔ دہلی سے ہوتے واپس قادیان آ گئے۔

تصنیف تحفہ ہندو یورپ: اُنہی دنوں ضلع ہوشیار پور کے ایک گاؤں میں مڈل سکول کی ہیڈ ماسٹری مل گئی وہاں رہ کر آپ نے معرکۃ الآرا کتاب "تحفہ ہندو یورپ" لکھی۔ دسمبر ۱۹۲۸ء کو شائع ہوئی۔ بڑے بڑے صحافیوں نے ریویو لکھے۔ سید سلمان ندوی نے ریویو تو لکھا مگر تعصب کی وجہ سے بے جا اعتراض بھی کئے۔ جس کے جواب اخبار الفضل میں شائع ہوئے۔

ڈاکٹر اقبال نے لکھا کہ ہمارے نیم بیدار ملک میں اس کتاب کو سمجھنے والے لوگ کم ہیں۔ آپ اس کا ترجمہ انگریزی میں کر کے لنڈن بھجوا دیں۔ چنانچہ ترجمہ لنڈن بھجوایا گیا۔ Luzac & Co نے اس کا معاوضہ 300 پاؤنڈ ادا کرنا چاہا مگر دادا جان نے 500 پاؤنڈ کا مطالبہ کیا۔ اس دوران ملکی فسادات شروع ہو گئے اور کرفیو لگ گیا اور قادیان والوں کو کیمپ جانے کا حکم ملا۔ وہ مسودہ گھر میں ہی رہ گیا۔ اگلے دن دادا جان کے ایک شاگرد ڈاکٹر گوربخش سنگھ نے آپ کو ساتھ لے جا کر گھر دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔

پھیر دی ہے نگہ یاس نے جھاڑو دل میں

ہوشیار پور سے آپ کا تبادلہ نور پور ضلع کانگڑہ کے ہائی سکول میں ہو گیا۔ دسویں جماعت کو انگریزی پڑھایا کرتے تھے۔ وہاں ہیڈ ماسٹر ہندوؤں کے ایک جدید فرقہ رادھا سوامی (جس کا ہیڈ کوارٹر دیال باغ آگرہ تھا) کا ممبر تھا اُس کو پیغام حق پہنچانے کے نتیجہ میں آپ کا تبادلہ نواب صاحب ممدوٹ (ضلع فیروز پور) کے مڈل سکول بطور ہیڈ ماسٹر ہو گیا۔ نواب قدردان تھے۔ اُن کے ساتھ بہت گہرے روابط ہو گئے۔ متعصب نہ تھے۔ لہٰذا اُن کی وساطت سے دعوت الی اللہ کے مواقع ملتے رہے۔

یہاں آپ کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا بیٹا وسیم احمد ۱۹۳۱-۱۱-۲۳ کو عطا کیا۔ وسیم احمد (میرے چچا) گریجوایشن کر کے ریلوے میں سپورٹس مین کی بنیاد پر ملازمت کرتے رہے۔ ریلوے کی طرف سے "اے" کلاس ہاکی کھیلی اور خوب نام کمایا۔ تمام بڑے اخبارات میں ان کی سٹیک ورک کے بارے میں کالم چھپتے رہے۔ ۱۹۵۸ء میں پاکستان ہاکی فیڈریشن کی ٹیم کی نمائندگی کرتے ہوئے تمام پاکستان کا دورہ کیا۔ جس کی بنیاد پر ۱۹۶۰ء کی پاکستانی ٹیم برائے اولمپک (۳۳) تینتیس کھلاڑیوں کے کیمپ کے لئے چنے گئے۔ لیکن سینئر کھلاڑیوں کی وجہ سے فائنل ٹیم میں سلیکٹ نہ ہو سکے۔ ورنہ یہ پہلے احمدی ہاکی اولمپین گولڈ میڈلسٹ ہوتے اُس سال ریلوے کے سوونیئر میگزین میں آپ کی تصویر میں لکھا

"Un Lucky Waseem - Who could not be Selected in Pakistan Hockey Team for olympic"

اتفاق سے آج کل پاکستان ہاکی ٹیم کے کیپٹن وسیم احمد پہلے احمدی اولمپئین ہیں۔ (ابھی حال ہی میں وہ ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔ مدیر) ۱۹۶۰ء کے اولمپک میں پاکستان کے لئے اس ٹیم نے پہلا گولڈ میڈل انڈیا کو ایک گول سے شکست دے کر جیتا تھا۔ اس کے بعد آپ نے M-Ed کر کے کالج میں ملازمت شروع کر دی اب ریٹائرڈ پروفیسر کی حیثیت سے کراچی میں

مقیم ہیں۔

۱۹۳۵ء میں دادا جان ڈسٹرکٹ بورڈ کی ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ پراویڈنٹ کی قلیل رقم ملی جس سے ایک مکان دارالبرکات قادیان میں بنا کر رہائش اختیار کر لی۔ ملازمت کے دوران تمام آمدنی۔ معمولی رقم گھر کے لئے رکھ کر چندہ ادا کرتے یا دعوت الی اللہ میں خرچ کرتے۔ آپ اشتہارات اور پمفلٹ کے ذریعہ بھی پیغام حق لوگوں تک پہنچاتے رہے۔

۱۹۳۹ء میں جنگ عظیم دوئم شروع ہوئی تو آپ بطور Civilian Teacher فوج میں بھرتی ہو گئے۔ انگریز افسروں کو اُردو پڑھانا ہوتا تھا۔ ۳۰۰ روپے ماہانہ تنخواہ۔ راشن اور وردی مفت ملتی تھی۔ جالندھر اور فیروز پور چھاؤنیوں میں رہے۔ ۱۹۴۵ء میں جنگ بند ہوئی تو واپس قادیان آ گئے۔

ہجرت: تقسیم ملکی کے وقت بھرا ہوا گھر چھوڑ کر رات کے ایک بجے اندھیرے میں نکلنا پڑا اور تمام کتب خانہ بھی چھوڑا جو عمر بھر کی کمائی تھی۔ معمولی کتابوں سے لے کر صحاح ستہ تک مکمل تھیں۔ قرآن مجید کے تمام انگریزی تراجم، نایاب بائبل کے مختلف ایڈیشن وغیرہ وہیں رہ گئے۔ کچھ عرصہ کھاریاں کے ہائی سکول میں ملازمت کی۔ گجرات میں سسرال والوں نے ریلوے اسٹیشن کے قریب نہایت عمدہ وسیع مکان الاٹ کرا دیا۔ مگر وہاں دل نہ لگا اور لاہور آ کر سنت نگر میں دیو سماج ہوسٹل کے ایک تنگ و تاریک کمرہ میں رہے اس واسطے کہ وہاں سے پنجاب لائبریری کوئی دو فرلانگ پر تھی۔ سارا دن وہاں گزارتے اور اپنی علمی ادبی پیاس بجھاتے رہے۔

آخر ۱۱ر جولائی ۱۹۵۵ء کو چند روز بیمار رہ کر انتقال کیا۔ مہاشہ فضل حسین صاحب اور ملک عبداللطیف ستکوہی صاحب تاجر کاغذ نے بہت امداد دی اور سانده کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

جس دن دادا جان فوت ہوئے والد صاحب (عبدالرحمٰن شاکر) نے خواب دیکھا کہ تین آدمی ہیں درمیان میں دادا جان ہیں اور دونوں طرف دو آدمی ہیں جن کو والد صاحب سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے دوست ہیں۔ مگر وہ اندھیرے میں تھے۔ دادا جان نے شاندار سفید پگڑی باندھی ہوئی ہے اور ان پر تیز روشنی پڑ رہی ہے۔ آواز آتی ہے کہ ''یہ لوگ Graduate ہو گئے ہیں'' آپ حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیا آواز ہے۔ دوبارہ بڑی رُعب دار آواز آئی کہ یہ لوگ Graduate ہو گئے ہیں۔ بڑا زور دے کر کہا گیا۔ آپ گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور یہ وقت تہجد کا تھا۔ والد صاحب نے تہجد پڑھی دعا کی کہ خیریت ہو۔

صبح دفتر گئے تو آگے تار آئی ہوئی تھی کہ دادا جان فوت ہو گئے ہیں لاہور جانے کے لئے جب گھر سے نکلے تو ماسٹر شیر علی صاحب ملے۔ پوچھنے لگے کہاں جا رہے ہو۔ تو آپ نے بتایا کہ والد صاحب وفات پا گئے ہیں وہ کہنے لگے اُن کی وفات کے متعلق کوئی خواب نہیں آیا۔ آپ نے خواب سنایا۔ اور Graduate کے معنی سمجھائے کہ ڈگری ہولڈر یا سند یافتہ تو ماسٹر صاحب کہنے لگے پنجابی میں اس کو کہتے ہیں ''پگ گئے'' یعنی کامیاب ہو گئے۔

غرضیکہ دادا جان نے بیعت کرنے کے بعد اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا دعوت الی اللہ کو بنایا۔ ساری ملازمت کے

دوران آنریری 'داعی' کے طور پر کام کیا۔ اپنی تمام آمدنی اسی کام میں خرچ کی اور خود نہایت سادہ زندگی گذاری۔ پسماندگان کے کوئی دنیاوی ساز و سامان نہ چھوڑا۔ آپ کی قربانی کے نتیجہ میں آپ کی اولاد کو سب سے بڑی نعمت ''احمدیت'' عطا ہوئی۔ اس کے علاوہ تمام دنیاوی آسائشوں سے مالا مال ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمیں اُن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے اور ہمیشہ احمدیت سے منسلک رکھے۔ آمین

آپ کی پہلی شادی موضع چک نزد پھٹور رحمت بی بی صاحبہ سے ہوئی۔ ہماری دادی جان نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت ۱۹۰۵ء میں کی تھی۔ آپ عبادت گذار اور دُعا گو تھیں۔ آپ کو خواب بہت آتے تھے۔ اور وہ بہت جلد پورے بھی ہو جایا کرتے تھے۔ اگرچہ خاکسار نے اُن کو دیکھا تو نہیں تھا۔ لیکن یہ تمام باتیں والد صاحب بتایا کرتے تھے۔ اِن کے بطن سے حسب ذیل بچے پیدا ہوئے۔ اُن کی وفات ۲۸ر دسمبر ۱۹۱۸ء کو ہوئی۔

اولاد: (۱) عبدالرحمٰن شاکر ولادت ۱۸-۱۱-۱۹۰۷ وفات ۲۴-۹-۱۹۹۷ (۲) امۃ اللہ بیگم صاحبہ ولادت ۱۹۰۹ء

(۳) امۃ الحفیظ صاحبہ ولادت ۱۹۱۱ء (۴) عبدالرحیم صاحب (تقریباً ایک ماہ کے بعد فوت ہو گیا)

(۵) ناصرالدین صاحب وفات ۵-۱۱-۱۹۱۸ قادیان (۶) باقر صاحب ۱۹۱۸ء (پیدائش کے ساتھ ہی فوت ہو گیا)

آپ کی دوسری شادی فیروزہ بیگم بنت ملک محمد رمضان صاحب ککے زئی سکنہ گجرات سے ہوئی۔ یہ بھی بہت عبادت گذار تھیں اور دُعا گو تھیں۔ ان سے دو بچے پیدا ہوئے جو حسب ذیل ہیں۔

(۷) بیٹا پیدا ہوا جو سات ماہ کے بعد وفات پا گیا۔

(۸) وسیم احمد ۲۳-۱۱-۱۹۳۱ ایم۔اے لیکچرار گورنمنٹ کالج حافظ آباد سے ریٹائر ہو کر کراچی میں مقیم ہیں۔

(بقیہ از صفحہ ۳۸)

○ **عہدے داران تحریک جدید:** ''خدا تعالیٰ کے کام پریذیڈنٹوں اور سیکرٹریوں سے وابستہ نہیں ہوتے اور نہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کسی جماعت سے یہ پوچھے گا کہ تمہارا پریذیڈنٹ یا سیکرٹری کیسا تھا بلکہ وہ افراد سے پوچھے گا کہ تم کیسے تھے۔ اگر کسی جگہ کا پریذیڈنٹ یا سیکرٹری سُست ہوگا۔ اور اُن کی سستی کی وجہ سے جماعت کے لوگ تحریک میں حصہ لینے سے محروم رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اُنہیں معاف نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ کہے گا کہ تم میں سے ہر شخص سیکرٹری اور پریذیڈنٹ تھا اور تمہارا فرض تھا کہ جب کوئی پریذیڈنٹ یا سیکرٹری سستی میں مبتلا تھا تو تم خود اُس کی جگہ کام کرتے ...... کسی جماعت کو اس بات پر مطمئن نہیں ہو جانا چاہیئے کہ اس نے تحریک جدید میں حصہ لے لیا ہے بلکہ اُسے اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لینا چاہیئے جب تک کہ اُس میں ساری جماعتیں حصہ نہ لے لیں۔'' (خطبہ جمعہ ۱۵ر جنوری ۱۹۳۷ء)

تیمارداری......عیادت

ہر چند کہ غالب تو یہ خواہش رکھتا تھا کہ

ع ''پڑیئے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار''

لیکن انسانی معاشرے میں رہتے ہوئے معاشرے کو محبت اور امن کا گہوارہ بنانے کے لئے جن بنیادی باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ ان میں سے ایک تیمارداری، عیادت یا بیمار پُرسی ہے۔

آیئے ہم دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں کیا اسوۂ حسنہ دیا ہے۔

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ

''آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم بیمار کی عیادت کریں۔ جنازے کے ساتھ جائیں۔ چھینک مارنے والے کی چھینک کا جواب دیں۔ قسم کھانے والے کو اس کی قسم کے پورا کرنے میں مدد دیں، مظلوم کی مدد کریں اور دعوت کے لئے بلانے والے کی دعوت قبول کریں اور سلام کو رواج دیں۔'' (بخاری کتاب الادب)

ایک دوسری روایت میں عیادت کرنے والے کی خوش بختی کا یوں ذکر ملتا ہے:

جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شام کے وقت کسی کی عیادت کرنے جاتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور جو صبح کے وقت کسی کی عیادت کرنے جاتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کی بخشش کے لئے دعا مانگتے رہتے ہیں۔

(ابو دائود کتاب الجنائز باب فی فضل العیادہ حدیث نمبر ۳۰۹۸)

آنخضرتؐ جب کسی کی عیادت کو جاتے تو بیمار کی صحتِ کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا تو کرتے ہی تھے...... آپ کی عیادت کا ایک طریق یہ بھی ہوا کرتا تھا کہ بیمار کے جسم سے اپنا ہاتھ مبارک مَس کرتے...... تو نہ جانے کتنی ہی بیماریاں اس کی ختم ہو کر سینے کی ٹھنڈک محسوس کرتی ہونگی۔

عائشہ بنت سعدؓ بیان فرماتی ہیں کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ جب میں بیمار ہوا تو آنخضرتؐ عیادت کو تشریف لائے اور اپنا دستِ مبارک میری پیشانی پر رکھا اور پھر میرے سینہ پر پھیرا اور ساتھ ہی یہ دعا فرمائی۔ ''اللّٰھم اشفِ سعد......'' اے اللہ سعد کو شفا دے۔ (ابو دائود کتاب الجنائز باب الدعاء المریض)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کا ایک طریق بیان کرتے ہوئے۔

حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے کسی رشتہ دار کی عیادت کے لئے آتے تو اپنا دایاں ہاتھ اس کے سر پر پھیرتے اور یہ دعا کرتے۔

''اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْھِبِ الْبَأْسَ ، اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِی لَاشِفَاءَ اِلَّاشِفَاؤُکَ ، شِفَاءً لَایُغَادِرُ سَقَماً''

اے میرے اللہ لوگوں کے ربّ! اس بیماری کو دور کر دے اور شفا دے کہ تُو ہی شفاء دینے والا ہے۔ تیری شفاء کے سوا کوئی شفاء نہیں تو ایسی شفاء دے کہ جو بیماری کا کچھ بھی اثر نہ چھوڑے۔

(مسلم کتاب السلام باب استحباب رقیۃ المریض)

عبداللہ بن ثابت جب بیمار ہوئے اور آپؐ ان کی عیادت کو گئے تو ان پر غشی طاری تھی یہ کیفیت دیکھ کر محبت سے بے اختیار ہو کر فرمانے لگے۔ افسوس ابوالربیع تم پر ہمارا زور نہیں چلتا یہ سن کر عورتیں رونے لگیں اور چیخ و پکار کرنے لگیں۔ ایک صحابی نے ڈانٹا تو حضورؐ نے فرمایا اس وقت رونے دو ہاں البتہ مرنے کے بعد نوحہ کرنے والیوں کی طرز پر رونا منع ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پتہ چلتا کسی بیمار کا تو آپ نہ دن دیکھتے نہ رات، اور نہ سواری کا اہتمام فرماتے بلکہ اس کی عیادت کے لئے چل پڑتے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ میری عیادت کے لئے پا پیادہ تشریف لایا کرتے۔ حالانکہ آپ کا گھر ذرا فاصلہ پر تھا۔

حضرت جابرؓ ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو آپؐ ان کی عیادت کے لئے گئے تو شدتِ بیماری سے وہ بے ہوش تھے آنحضورؐ نے پانی منگوایا اور وضو کیا اور بچے ہوئے پانی کو ان کے منہ پر چھڑکا جس سے وہ ہوش میں آئے۔

پھر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت میں یہ چیز بھی دیکھتے ہیں کہ بیمار پرسی کے لئے اس امر کا خیال نہیں ہوتا تھا کہ کوئی خطرناک بیماری یا زیادہ تکلیف ہی ہو تو عیادت کرنی چاہئے۔

حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ میری آنکھیں دُکھنے آئیں تو آنحضرتؐ میری عیادت کو تشریف لائے۔

(ابوداؤد۔ کتاب الجنائز باب العیادۃ من الرمد۔ حدیث نمبر ۳۱۰۲)

ایک بات یہ ہم دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مریض کے لئے یہ شرط نہیں لگائی کہ اس کا مومن، متقی یا مسلمان ہونا ضروری ہو بلکہ آپ کے ارشادات اور سنت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مومنین کی عیادت کے لئے تو آپ جایا ہی کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ آپ تو کفار اور منافقین کی عیادت کے لئے بھی جایا کرتے تھے

(باقی صفحہ ۳۶ پر)

ہمدردی مخلوق

اے ابن آدم! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی...

حضرت ابوھریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ

اللہ عزوجل قیامت کے روز فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا۔ اے میرے رب! میں تیری عیادت کیسے کرتا جبکہ تو ساری دنیا کا پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تجھے پتہ نہیں چلا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو تو نے اس کی عیادت نہیں کی تھی۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تو نے مجھے کھانا نہیں دیا۔ اس پر ابن آدم کہے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جب کہ تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تھا تو تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تم اسے کھانا کھلاتے تو تم میرے حضور اس کا اجر پاتے۔

اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تو نے مجھے پانی نہیں پلایا تھا۔ ابن آدم کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تو ہی سارے جہانوں کا رب ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا۔ مگر تم نے اسے پانی نہ پلایا۔ اگر تم اس کو پانی پلاتے تو اس کا اجر میرے حضور پاتے۔

(مسلم کتاب البر والصلة باب فضل عيادة المريض)

''اعمال پر ناز نہ کرو''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت معاذؓ سے فرمایا - اے معاذ! میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں - اگر تُو نے اُسے یاد رکھا تو یہ تمہیں نفع پہنچائے گی - اگر تم اُسے بھول گئے تو اللہ کا فضل تم حاصل نہیں کر سکو گے اور تمہارے پاس نجات حاصل کرنے کے بارے میں اطمینان کے لئے کوئی دلیل باقی نہیں رہے گی -

اے معاذ! اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پہلے سات دربان فرشتوں کو پیدا کیا - یہاں آسمانوں سے مراد روحانی آسمان ہیں جن میں رُوحانی لوگ اپنے اپنے درجہ کے مطابق رکھے جاتے ہیں اور ان فرشتوں میں سے ایک ایک کو ہر آسمان پر بطور بوّاب یعنی دربان کے مقرر کر دیا - اُن کی ڈیوٹی تھی کہ تم اپنی اپنی جگہ پر رہو اور صرف ان لوگوں کے اعمال کو یہاں سے گزرنے دو جن کے گزرنے کی ہم اجازت دیں - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فرشتے جو انسان کے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں اور اُن کا روزنامچہ لکھتے ہیں خدا کے ایک بندے کے اعمال لے کر جو اُس نے صبح سے شام تک کئے تھے آسمان کی طرف بلند ہوئے اور اُن اعمال کو اُن فرشتوں نے بھی پاکیزہ سمجھا تھا اور انہیں بہت زیادہ خیال کیا تھا، لیکن جب وہ اعمال لے کر پہلے آسمان پر پہنچے تو انہوں نے دربان فرشتے سے کہا کہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور ایک بندے کے اعمال پیش کرنے آئے ہیں یہ اعمال بہت پاکیزہ ہیں تو اس فرشتے نے کہا ٹھہر جاؤ تمہیں آگے جانے کی اجازت نہیں، تم واپس لوٹو اور جس شخص کے یہ اعمال ہیں انہیں اُس کے منہ پر مارو میں یہ اعمال اس دروازہ میں سے نہ گزرنے دوں گا اور یہ شخص جس کے اعمال تم خدا تعالیٰ کے حضور پیش کرنے آئے ہو ہر وقت غیبت کرتا رہتا ہے -

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ اور فرشتے ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمان کی طرف چڑھے وہ فرشتے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ یہ اعمال بڑے پاکیزہ ہیں اور پھر یہ بندہ انہیں بڑی کثرت سے بجا لایا ہے اور چونکہ ان اعمال میں غیبت کا کوئی شائبہ نہیں تھا اس لئے پہلے آسمان کے دربان اور فرشتہ نے انہیں آگے گزرنے دیا - لیکن جب دُوسرے آسمان پر پہنچے تو اس کے دربان فرشتے نے انہیں پکارا، ٹھہر جاؤ، واپس لوٹو اور ان اعمال کو ان کے بجالانے والے کے منہ پر مارو - میں فخر و مباہات کا فرشتہ ہوں اور خدا تعالیٰ نے مجھے یہاں اس لئے مقرر کیا ہے کہ میں کسی بندے کے ایسے اعمال کو یہاں سے نہ گزرنے دوں جن میں فخر و مباہات کا بھی کوئی حصہ ہو اور وہ اپنی مجالس میں بیٹھ کر بڑے فخر سے اپنی نیکی کو بیان کرنے والا ہو یہ شخص جس کے اعمال لے کر تم یہاں آئے ہو لوگوں کی مجالس میں بیٹھ کر اپنے ان اعمال پر فخر و مباہات کا اظہار کیا کرتا ہے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتوں کا ایک اور گروہ ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمان کی طرف

بلند ہوا اور وہ اُن فرشتوں کی نگاہ میں بھی کامل نور تھے۔ ان اعمال میں صدقہ وخیرات بھی تھا، روزے بھی تھے، نمازیں بھی تھیں اور وہ محافظ فرشتے تعجب کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ کا یہ بندہ کس طرح اپنے رب کی رضا کی خاطر محنت کرتا رہا ہے اور چونکہ ان اعمال میں غیبت کا کوئی حصہ نہیں تھا اور اُن میں فخر و مباہات کا بھی کوئی حصہ نہیں تھا اس پہلے اور دوسرے آسمان کے دربان نے کہا ٹھہر جاؤ کہ جس شخص کے اعمال تم خدا تعالیٰ نے حضور پیش کرنے کے لئے لے جا رہے ہو۔ تیسرے آسمان کے دروازہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت دے کر کھڑا کیا ہے کہ اس دروازہ سے کوئی ایسا عمل آگے نہ گزرے جس کے اندر تکبر کا کوئی حصہ ہو اور یہ شخص جس کے اعمال تم اپنے ساتھ لائے ہو بڑا متکبر تھا، وہ اپنے آپ کو ہی سب کچھ سمجھتا تھا۔ اور دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور ان سے تکبر اور ریاء کا سلوک کیا کرتا تھا اور وہ اپنی مجالس میں گردن اونچی کر کے بیٹھنے والا تھا۔ اس کے اعمال گو تمہاری نظر میں اچھے نظر آ رہے ہیں لیکن وہ خدا تعالیٰ کی نظر میں مقبول نہیں۔ آپؐ نے فرمایا فرشتوں کا ایک چوتھا گروہ ایک بندے کے اعمال لے کر آسمان کی طرف بلند ہوا وہ اعمال ان فرشتوں کو کوکب دری کی طرح خوبصورت معلوم ہوتے تھے ان میں نمازیں بھی تھیں، تسبیح بھی تھی، حج بھی تھا، عمرہ بھی تھا، وہ فرشتے یہ اعمال لے کر آسمان کے بعد آسمان اور دروازہ کے بعد دروازہ سے گزرتے ہوئے چوتھے آسمان کے دروازہ پر پہنچے، تو اُس کے دربان فرشتے نے کہا ٹھہر جاؤ تم یہ اعمال ان کے بجالانے والے کے پاس لے جاؤ اور اُس کے منہ پر دے مارو۔ میں خود پسندی کا فرشتہ ہوں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اُس شخص کے اعمال کو جس کے اندر عجب پایا جائے گویا وہ اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کا شریک سمجھتا ہو اور خود پسندی کا احساس اُس کے اندر پایا جائے اور اُس میں خدا تعالیٰ کی بندگی کا احساس نہ پایا جاتا ہو، اُس چوتھے آسمان کے دروازے سے نہ گزرنے دوں۔ میرے رب کا مجھے یہی حکم ہے۔ یہ شخص جب کوئی کام کرتا تھا خود پسندی کو اس کا ایک حصہ بنا دیتا تھا اس کے اعمال اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مقبول نہیں ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فرشتوں کا ایک پانچواں گروہ ایک اور بندے کے اعمال لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوا۔ ان اعمال کے متعلق اُن فرشتوں کا خیال تھا کہ وہ ایک سجی سجائی سولہ سنگھار سے آراستہ، خوشبو پھیلاتی دُلہن کی طرح ہیں جب وہ اپنے آسمان پر پہنچے تو اُس کے دربان فرشتے نے کہا ٹھہر جاؤ۔ ان اعمال کو واپس لے جاؤ اور اُس شخص کے منہ پر مارو اور اُسے کہہ دو کہ تمہارا خدا ان اعمال کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ میں خدا کا فرشتہ ہوں اور میرے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو حسد کرنے کی عادت ہو اُس کے اعمال پانچویں آسمان کے دروازہ میں سے نہ گزرنے دوں۔ یہ شخص ہر علم حاصل کرنے والے اور نیک اعمال بجالانے والے پر حسد کیا کرتا تھا میں اس کے اعمال کو اس دروازہ میں سے نہیں گزرنے دوں گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتوں کا ایک چھٹا گروہ ایک اور بندہ کے اعمال لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوا اور پہلے دروازوں میں گزرتا ہوا چھٹے آسمان تک پہنچ گیا یہ اعمال ایسے تھے جن میں روزہ بھی تھا، نماز بھی تھی،

زکوٰۃ بھی تھی، حج اور عمرہ بھی تھے اور فرشتوں نے یہ سمجھا کہ یہ سارے اعمال خدا تعالیٰ کے حضور بڑے مقبول ہونے والے ہیں۔ لیکن جب وہ چھٹے آسمان پر پہنچے تو وہاں کے دربان فرشتے نے کہا ٹھہر جاؤ۔ آگے مت جاؤ۔ یہ شخص خدا تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی بندہ پر رحم نہیں کرتا تھا اور خدا تعالیٰ نے مجھے یہاں اس لئے کھڑا کیا ہے کہ جن کے اعمال میں بے رحمی کی آمیزش ہو مَیں اُنہیں اس دروازے سے نہ گزرنے دوں۔ تم واپس لوٹو اور ان اعمال کو اس شخص کے منہ پر یہ کہہ کر مارو کہ تمہارا اپنی زندگی میں یہ طریق ہے کہ تم خدا تعالیٰ کے بندوں پر رحم کرنے کی بجائے ظلم کرتے ہو۔ خدا تعالیٰ تم پر رحم کرتے ہوئے تمہارے یہ اعمال کیسے قبول کرے؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ اور فرشتے ایک بندے کے اعمال لے کر آسمان [illegible]ئے بعد آسمان اور دروازہ سے گزرتے ہوئے ساتویں آسمان پر پہنچ گئے۔ ان اعمال میں نماز بھی تھی، روزے بھی تھے، فقہ اور اُجتہاد بھی تھا اور ورع بھی تھا۔ ان اعمال سے شہد کی مکھیوں کی آواز ایسی آواز تھی۔ یعنی وہ فرشتے گنگنا رہے تھے کہ ہم بڑی اچھی چیزیں خدا تعالیٰ کے حضور میں پیش کرنے کے لئے لے جا رہے ہیں اور وہ اعمال سورج کی روشنی کی طرح چمک رہے تھے ان کے ساتھ تین ہزار فرشتے تھے۔ گویا وہ اعمال اتنے زیادہ اور بھاری تھے کہ تین ہزار فرشتے اُن کے خوان کو اُٹھائے ہوئے تھے۔ جب وہ ساتویں آسمان کے دروازہ پر پہنچے تو دربان فرشتہ نے جو وہاں مقرر تھا کہا ٹھہرو۔ تم آگے نہیں جا سکتے۔ تم واپس جاؤ اور ان اعمال کو اس شخص کے منہ پر مارو اور اس کے دل پر تالا لگا دو کیونکہ مجھے خدا تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ مَیں اس کے حضور ایسے اعمال پیش نہ کروں جن سے خالصۃً خدا تعالیٰ کی رضا مطلوب نہ ہو اور اُن میں کوئی آمیزش ہو۔ اس شخص نے یہ اعمال غیر اللہ کی خاطر کئے ہیں۔ یہ شخص فقیہوں کی مجالس میں بیٹھ کر فخر کی باتیں کرتا ہے۔ اس نے یہ اعمال میری رضاء کی خاطر نہیں کئے بلکہ محض لاف زنی کے لئے کئے ہیں۔ اس کی غرض یہ تھی کہ وہ دنیا میں ایک بڑے بزرگ کی حیثیت سے مشہور ہو جائے علماء کی مجالس میں اس کا ذکر ہو۔ وہ کام جو خالصتاً خدا تعالیٰ کے لئے نہ ہو اور اس میں ریاء کی ملونی ہو وہ خدا تعالیٰ کے حضور مقبول نہیں اور مجھے حکم ملا ہے کہ مَیں ایسے اعمال کو آگے نہ گزرنے دوں۔ تم واپس جاؤ اور ان اعمال کو اس شخص کے منہ پر دے مارو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ اور فرشتے ایک بندے کے اعمال لے کر آسمانوں کی طرف بلند ہوئے اور ساتوں آسمانوں کے دربان فرشتوں نے انہیں گزرنے دیا۔ اُنہیں ان اعمال پر کوئی اعتراض نہ تھا۔ ان اعمال میں زکوٰۃ بھی تھی، روزے بھی تھے، نماز بھی تھی، حج بھی تھا، عمرہ بھی تھا، اچھے اخلاق بھی تھے، ذکر الٰہی بھی تھا اور جب وہ فرشتے ان اعمال کو خدا تعالیٰ کے حضور میں لے جانے کے لئے روانہ ہوئے تو آسمانوں کے فرشتے ان کے ساتھ ہو لئے اور وہ تمام دروازوں میں سے گزرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ گئے۔ وہ فرشتے خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو گئے اور کہا اے ہمارے رب! تیرا یہ بندہ ہر وقت تیری عبادت میں مصروف رہتا ہے وہ بڑی نیکیاں کرتا ہے اور اپنے تمام اوقاتِ عزیزہ کو تیری اطاعت میں خرچ کر دیتا ہے۔ وہ بڑا ہی مخلص بندہ ہے۔ اس میں کوئی عیب نہیں۔ غرض انہوں نے اس

شخص کی بڑی تعریف کی۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ میں نے تمہیں تو اعمال کی حفاظت اور انہیں تحریر کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ تم صرف انسان کے ظاہری اعمال کو دیکھتے ہوئے اور انہیں لکھ لیتے ہو۔ اور میں اپنے بندہ کے دل کو دیکھتا ہوں۔ اس بندہ نے یہ اعمال بجالا کر میری رضا نہیں چاہی تھی بلکہ اس کی نیت اور ارادہ کچھ اور ہی تھا۔ وہ میرے علاوہ کسی اور کو خوش کرنا چاہتا تھا اس پر میری لعنت ہو تو تمام فرشتے پکار اٹھیں گے۔ اے ہمارے رب! اس پر تیری بھی لعنت ہے اور ہماری بھی لعنت ہے۔ اور اس پر ساتوں آسمان اور اُن میں رہنے والی ساری مخلوق اس پر لعنت کرنی شروع کر دے گی۔

حضرت معاذ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کو سنا تو آپ کا دل کانپ اُٹھا آپ نے عرض کیا یارسول اللہ! اگر ہمارے اعمال کا یہ حال ہے تو مجھے نجات کیسے حاصل ہوگی؟ اور میں اپنے رب کے قہر اور غضب سے کیسے نجات پاؤں گا۔ آپ نے فرمایا تم میری سُنت پر عمل کرو خدا تعالیٰ کا ایک بندہ خواہ کتنے ہی اچھے عمل کیوں نہ کر رہا ہو اس میں ضرور بعض خامیاں رہ جاتی ہیں اس لئے تم اپنے اعمال پر ناز نہ کرو، بلکہ یہ یقین رکھو کہ ہمارا خدا اور ہمارا مولیٰ ایسا ہے کہ وہ ان خامیوں کے باوجود بھی اپنے بندوں کو معاف کر دیا کرتا ہے۔ (''تین اہم امور'' خطاب خلیفۃ المسیح الثالث)

(مرسلہ: انور مسعود صاحب، لاہور)

(بقیہ از صفحہ ۳۱)

اور بیمار پرسی میں محض انسانی ہمدردی کا جذبہ کارفرما ہوا کرتا تھا۔'' چنانچہ بخاری کتاب الجنائز باب اذا أسلم الصبی ...... کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک یہودی بچہ کی بیمار پرسی کے لئے اس کے گھر گئے۔ اس بچہ کے سرہانے کی طرف بیٹھ گئے۔ اس کی بیمار پرسی کی...... دوسری روایات کو سامنے رکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھانپ لیا تھا کہ یہ بچہ دیر تک زندہ رہنے والا نہیں۔ آپ بچے کو فرمانے لگے کہ اسلام قبول کر لو۔

بچہ نے یہ سنا تو اپنے یہودی باپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا جو پاس ہی بیٹھا ہوا تھا...... یہ یہودی دل سے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے سچا نبی جانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کے اپنے ہونے کا یقین تھا۔ سو اس یہودی نے اپنے بیٹے کو بے اختیار کہا کہ بیٹے! ابوالقاسم جو کہتا ہے وہ مان لو، چنانچہ اس بچہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اور آنحضرتؐ بہت خوش و خرم واپس ہوئے۔ یہ بچہ اسی بیماری میں بعد میں فوت ہوگیا۔

مشہور منافق، جو شاید ہی کوئی دقیقہ اور موقعہ چھوڑتا ہو مسلمانوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچانے میں، میری مراد عبداللہ بن اُبی سے ہے، وہ جب بیمار ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اس کی عبادت کے لئے اس کے گھر گئے۔ یہاں تک کہ جب وہ فوت ہوا تو اپنی قمیص مبارک اس کو پہنانے کے لئے عطا کیا۔

(ابوداؤد کتاب الجنائز باب فی العیادۃ حدیث نمبر ۳۰۹۴)

تحریکِ جدید کی اہمیت

بانی تحریک جدید حضرت مصلح موعود کے الفاظ میں

ملک منور احمد جاوید صاحب قائد اشاعت

○ **تحریک جدید کیا ہے:** ''تمام لوگوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں روپے کی ضرورت ہے۔ ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت ہے۔ ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیں اور انہی چیزوں کے مجموعے کا نام تحریک جدید ہے۔'' (روزنامہ الفضل جلد ۳۰ نمبر ۲۸۰)

○ **تحریک جدید کو کیوں جاری کیا گیا:** ''تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جا سکے۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تا کہ کچھ افراد ایسے میسر آ جائیں جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر دیں اور اپنی عمریں اسی کام میں لگا دیں۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تا کہ وہ عزم و استقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے۔''

(خطبہ جمعہ ۲۷ نومبر ۱۹۴۲ء۔ الفضل جلد ۳۰ صفحہ ۲۸۰)

○ **تحریک جدید میں شمولیت کیوں ضروری ہے:** (ا) ''میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے۔ میری اس تحریک پر آگے آئے گا اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اُس کا ایمان کھویا جائے گا۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

(ب) ''کسی جماعت کو اس بات پر مطمئن نہیں ہو جانا چاہئیے کہ اس نے تحریک جدید میں حصہ لے لیا ہے بلکہ اُسے اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لینا چاہئیے جب تک کہ اُس میں ساری جماعتیں حصہ نہ لیں۔''

(خطبہ جمعہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء)

○ **تحریک جدید مستقل تحریک ہے:** ''تحریک جدید کا کام اُن مستقل تحریکات میں سے ہے جس میں حصہ لینے

والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مستحق ہوں گے۔'' (خطبہ جمعہ ۸ر نومبر ۱۹۳۸ء، الفضل جلد ۲۶، نمبر ۲۷۱)

○ تحریک جدید الٰہی تحریک ہے: ''میرے ذہن میں یہ تحریک بالکل نہیں تھی۔ اچانک میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ تحریک نازل ہوئی پس بغیر اس کے کہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کا ارتکاب کروں میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ تحریک جدید جو خدا نے جاری کی۔ میرے ذہن میں یہ تحریک پہلے نہیں تھی۔ میں بالکل خالی الذہن تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ سکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے اسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ میری تحریک نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔'' (خطبہ جمعہ ۲۷ر نومبر الفضل جلد ۳۰ صفحہ ۲۸۰)

نیز فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ پر اس تحریک کی تکمیل کو چھوڑتا ہوں کہ یہ کام اسی کا ہے اور مَیں اس کا ایک حقیر خادم ہوں۔ لفظ میرے ہیں لیکن حکم اسی کا ہے'' (خطبہ جمعہ ۱۵ر نومبر ۱۹۳۵ء)

○ تحریک جدید میں مدِّنظر امور: ''(دعوت الی اللہ) اور تعلیم و تربیت دو نہایت ہی اہم کام ہیں اور انہی دونوں کاموں کو تحریک جدید میں مدِّنظر رکھا گیا ہے۔ تعلیم و تربیت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے سادہ غذا، سادہ لباس، خود ہاتھ سے کام کرنا، سینما کا ترک، غریبوں کی امداد، بورڈنگ تحریک جدید اور ورثہ وغیرہ کام تجویز کئے گئے ہیں۔ اور یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ جن کو کسی وقت بھی ترک نہیں کیا جا سکتا۔'' (خطبہ جمعہ ۱۸ر نومبر ۱۹۳۸ء الفضل جلد ۲۶/ ۲۷۱)

○ تحریک جدید کے مطالبات کا خلاصہ: ''ان مطالبات کا خلاصہ چار باتیں ہیں۔

۱۔ **اوّل** جماعت کے افراد میں عملی زندگی پیدا کرنا خصوصاً نوجوانوں کے اندر بیداری اور عملی جوش پیدا کرنا۔

۲۔ **دوسرے** جماعتی کاموں کی بنیاد بجائے مالی بوجھ کے ذاتی قربانیوں پر زیادہ رکھنا۔

۳۔ **تیسرے** جماعت میں ایک ایسا فنڈ تحریک جدید کا قائم کر دینا جس کے نتیجہ میں (دعوت الی اللہ) کے کام میں مالی پریشانیاں روک پیدا نہ کریں۔

۴۔ **چوتھے** جماعت کو (دعوت الی اللہ) کے کاموں کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دلا دینا۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت اپریل ۱۹۳۹ء صفحہ ۳)

نیز فرماتے ہیں: ''تحریک جدید کے تمام مطالبات اس لئے ہیں کہ تم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بناؤ۔ کوئی انسان کسی عقلمند انسان کو بھی دھوکا نہیں دے سکتا۔ پھر تم کس طرح خیال کر لیتے ہو کہ خدا کو دھوکہ دے لو گے؟ یہی وہ احساس ہے جس کے ماتحت میں نے تحریک جدید کا آغاز کیا۔'' (خطبہ جمعہ ۲۶ر نومبر ۱۹۳۷ء الفضل جلد ۲۵ نمبر ۲۸۳)

(باقی صفحہ ۲۹ پر)

نصاب مرکزی امتحانات ۲۰۰۵ء

قیادت تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان

نصاب سہ ماہی اول (جنوری تا مارچ ۲۰۰۵ء)

1- ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر 1 — نصف اوّل

2- کتاب ''ایام الصلح'' از حضرت مسیح موعود علیہ السلام — نصف اوّل

3- کتاب ''سیرت النبیؐ'' از حضرت مصلح موعود — نصف اوّل

نصاب سہ ماہی دوم (اپریل تا جون ۲۰۰۵ء)

1- ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر 1 — نصف آخر

2- کتاب ''ایام الصلح'' از حضرت مسیح موعود علیہ السلام — نصف آخر

3- کتاب ''سیرت النبیؐ'' از حضرت مصلح موعود — نصف آخر

نصاب سہ ماہی سوم (جولائی تا ستمبر ۲۰۰۵ء)

1- ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر 2 — نصف اوّل

2- کتاب ''احادیث الاخلاق'' — نصف اوّل

3- کتاب ''خلافتِ راشدہ'' از حضرت مصلح موعود — نصف اوّل

نصاب سہ ماہی چہارم (اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۵ء)

1- ترجمہ قرآن کریم پارہ نمبر 2 — نصف آخر

2- کتاب ''احادیث الاخلاق'' — نصف آخر

3- کتاب ''خلافتِ راشدہ'' از حضرت مصلح موعود — نصف آخر

To the Daily

Almuslih Karachi

Brethren you have heard about the attack made upon me by an ignorant enemy. May God open these peoples' eyes and make them understand their duty towards (....) and Holy Prophet. My brethren pray to God that if my hour has come Allah may give my soul peace and bestow His blessings. Also pray that God thorugh His bounty may give you a leader better suited to the job than I was. I have loved you always better than my wives and children and was always ready to sacrifice evey one near and dear to me to the coause of (...) and Ahmadiyyat. I expect from you and your coming generations also to be so. For all times God be with you.

تبرکات

حضرت مصلح موعود پر قاتلانہ حملہ کے بعد احباب جماعت کے نام رقم فرمودہ انگریزی پیغام

حضور کے دستِ مبارک کی تحریر کا عکس

every one near & dear to me to the cause of Ahmadiyyat

stick to

I expect from you & your coming generations also to be so for all times

God be with you

Wassalam

Mirza Mahmud Ahmad

10/3/54 . . . .

(مکمل متن صفحہ ۴۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

EDITOR : Sayed Mubashir Ahmad Ayaz

Monthly **ANSARULLAH**

Febarary 2005
Regd. # CPL-34/CR-03



THE
RIAZHIND
اخبار
ریاض ہند
امرتسر

درخواست کے ساتھ قیمت آنی چاہیے ... [illegible]
خریداروں کی تبدیلی ہو تو وہ اپنا پتہ ہمارے پاس بھیجیں تا کہ جس جگہ ہوں اخبار اوسی جگہہ پہنچے -
اس مطبع میں ہر قسم کا کام نہایت عمدگی اور صفائی سے کیا جاتا ہے -

شرح قیمت پیشگی ... [illegible]

بعد میعاد مقررہ دوگنی قیمت لیجائیگی

دستور العمل

یہ اخبار ہفتہ میں ایکبار دوشنبہ کو شایع ہوتا ہے ... [illegible]

نمبر ۱۸	مطبوعہ یکم مارچ ۸۶ء بروز دوشنبہ	جلد ۱

پہلی پیشگوئی بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہ عزوجل

خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جل شانہ و عزاسمہ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدہیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے - اے مظفر تجھ پر سلام خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین — کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں

اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا وہ جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے - سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائیگا - ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا - خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے - اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے - وہ نور اللہ ہے - مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا - وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے - وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے

(ضمیمہ اخبار ریاض ہند کا عکس...... مکمل متن اندر کے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں)